کتاب الصلوٰۃ

اردو

مؤلف

حامئ دینِ متین حضرت امام احمد بن حنبلؒ

۱۶۴ھ ——— ۲۴۰ھ

ناشر

قدیمی کتب خانہ - آرام باغ - کراچی

کتابُ الصّلوۃ

مئولف: امام المحد ثین والفقہاء

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

مترجم: شیخ علی جوّ اد صاحب

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الصّلوٰۃ

مصنّف

امام المحدّثین حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

شیخ علی جوّاد صاحب

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی

خلاصۂ مضامین کتاب الصّلوٰۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاضی ابو الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طبقات میں مُہنّا ابن یحییٰ الشامی (شاگرد حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے تذکرہ میں فرمایا ہے کہ ہم سے مبارک نے روایت کی، مبارک نے کہا ہم سے ابراہیم نے روایت کی، ابراہیم نے کہا ہم سے ابن عمیر نے روایت کی، ابن عمیر نے کہا ہم سے طیّب نے روایت کی، طیّب نے کہا ہم سے احمد القطان السہیمی نے روایت کی، احمد القطان السہیمی نے کہا کہ ہم سے سہل التستری نے روایت کی، سہل التستری نے کہا کہ مہنا بن یحییٰ الشامی نے ہمارے سامنے پڑھ کر روایت کی:

سبب تالیف کتاب

یہ کتاب نماز کے بارے میں اور نماز کی عظمت کے بیان میں، اور جو باتیں نماز کے کامل ہونے کے لئے لازمی ہیں، اور جو نماز کے احکام کے متعلق

ہیں جن کی مسلمانوں کو بہت سخت ضرورت ہے، ان کے بیان میں ہے۔ کیونکہ نماز کو بہت خفیف سمجھا ہے، نماز کے حقوق کو برباد کرتے ہیں اور نماز میں امام پر سبقت کرتے ہیں۔

اِس کتاب کو حضرت ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک جماعت کے پاس بھیجا جن کے ساتھ حضرت ممدوح نے کوئی نماز پڑھی تھی۔

امام پر سبقت کرنے سے نماز نہیں ہوتی

مسلمانو! میں نے تمھارے ساتھ نماز پڑھی، میں نے تمھاری مسجد میں ان لوگوں کو دیکھا جو رکوع و سجود میں اور اُٹھنے اور جھکنے میں اپنے امام پر سبقت کرتے ہیں حالانکہ جو شخص نماز میں امام پر سبقت کرتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی، اِس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار وارِد ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ شخص جو امام سے پہلے اپنے سر کو اُٹھاتا ہے، کیا وہ اِس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالےٰ اُس کے سَر کو گدھے کا سر بنا دے۔" یہ وَعید اس وجہ سے ہے کہ اس نے نماز میں خرابی

کی، اِس لئے اس کی نماز نہیں ہوئی۔ اگر اس کی نماز ہوتی تو اُس کو ثواب کی اُمید ہوتی اور اس عذاب کا ڈر نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سا بنا دے۔

مقتدی سجدہ کرنے کے واسطے نہ جھکیں جب تک کہ امام اپنی پیشانی سجدہ کے واسطے زمین پر نہ رکھ دے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الامَامُ یَرکع قبلکُم وَیَرفع قبلکُم" یعنی امام تم سے پہلے رکوع کرے اور تم سے پہلے سر بھی اُٹھائے۔ برآء بن عازب رضؓ نے فرمایا کہ، ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، پس جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قومہ سے سجدہ کے لئے جُھکتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص بھی اپنی پیٹھ نہیں[1] جُھکاتا تھا جب تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] حَدَّثَنِی الْبَرَاءُ وَهُوَ غَیْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ یَحْنِ أَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰی یَقَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهٗ۔ (بخاری)

براءؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہا کرتے تھے۔ یعنی رکوع سے کھڑے ہوتے ہوئے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا نہ کرتا یعنی سب کھڑے رہتے یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ میں (باقی ص۱۴ پر)

اپنی پیشانی مبارک کو سجدہ میں زمین پر رکھ نہیں لیتے تھے۔ صحابۂ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں کھڑے رہتے تھے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم "اللہُ اکبر" کہتے ہوئے سجدے کے لئے جُھکتے اور زمین پر اپنی پیشانی مبارک رکھ دیتے تھے، اُس وقت تک صحابۂ کرام رضؓ قومہ میں کھڑے رہتے۔ اُس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے لئے سجدے کے واسطے جُھکتے۔

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سجدہ کرکے) سیدھے کھڑے ہوجاتے اور ہم لوگ سجدے ہی میں رہتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو امام سے سبقت کرتا تھا۔ تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تو نے نہ تو تنہا ہی نماز پڑھی اور نہ امام کے پیچھے جماعت سے۔ پس جس شخص نے نہ تو تنہا ہی نماز پڑھی اور نہ امام کے پیچھے، اُس کی نماز نہیں ہوتی۔

(بقیہ نوٹ صلا): جاتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم بھی سجدہ میں جاتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام سجدہ میں جاچکے تو اس کے بعد مقتدی سجدے میں جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو امام پر سبقت کرتا تھا یعنی امام سے پہلے ارکان ادا کرتا تھا۔ فرمایا، کہ تو نے نہ تو اکیلے ہی نماز پڑھی اور نہ امام کے ساتھ جماعت سے پھر اس کو مارا اور حکم دیا کہ پھر نماز پڑھے۔ بس اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کی نماز ہو جاتی تو اس کو پھر سے نماز پڑھنے کا حکم نہ دیتے۔

ابن حطان عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابو موسےٰ اشعری رضؓ نے نماز پڑھائی۔ ایک شخص نے جو پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہا کہ تم نے نماز کو نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ ملا دیا۔ ابو موسےٰ رضؓ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ کس شخص نے ان کلمات کو کہا تھا۔ قوم نے سکوت کیا۔ ابو موسیٰ رضؓ نے پھر پوچھا تو لوگوں نے پھر سکوت کیا۔ ابو موسیٰ رضؓ نے کہا کہ اے حطان شاید تو نے کہا تھا۔ حطان نے جواب دیا کہ قسم ہے خدا کی میں نے ہی کہا تھا۔ میں نے تو صرف اس غرض سے کہا تھا کہ مجھے اس کے ذریعہ سے آپ کافی تعلیم دے دیں گے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو جو تم نماز میں کہتے ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز سکھائی اور ان کلمات کو بھی سکھایا جو ہم نماز میں پڑھیں۔

مقتدی اُس وقت تک اَللہ اکبر کہنا شرُوع نہ کریں جب تک کہ امام کے اَللہ اکبر کی آواز ختم نہ ہو جائے

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ٥ کہے، تو سب لوگ آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تمھیں نفع دے گا۔ اور جب امام اللہ اکبر کہے اور رکُوع کرے، تو تم اللہُ اکبر کہو اور رکوع کرو، اور جب امام رکوع سے سر اُٹھائے اور سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم لوگ اپنے سروں کو اُٹھاؤ اور سب لوگ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو۔ اللہ تعالےٰ تمھاری دُعا سُنے گا۔ پس جب امام "اللہ اکبر" کہے اور سجدہ میں جائے تو تم اللہ اکبر کہو اور سجدہ میں جاؤ اور جب امام (سجدے سے) سر اُٹھائے اور اَللہُ اکبر کہے تو تم لوگ اپنا سر سجدے سے اُٹھاؤ اور "اَللہ اکبر" کہو، تب تمھاری نماز درست ہوگی۔ اور جب امام قعدہ میں ہو تو تم — اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ یعنی پورا تشہد عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھو۔

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول "اذا کبّر فکبّروا" (یعنی جب (امام) اَللہُ اکبر کہے، تو تم اللہ اکبر کہو) کے یہ معنی ہیں کہ تم سب انتظار کرو، یہاں تک کہ امام اَللہُ اکبر کہہ لے اور اپنی تکبیر سے فارغ ہو جائے اور اس کی آواز ختم ہو جائے، پھر تم اُس کے کہنے کے بعد اَللہ اکبر کہو۔ لوگ اِن احادیث کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اور ان سے ناواقف رہتے ہیں۔ باوجود ان احادیث کے عام لوگ نماز کو خفیف اور ہلکا سمجھتے ہیں جُوں ہی امام نے اَللہُ اکبر کہنا شرُوع کیا، مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی اَللہ اکبر کہنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ غلطی ہے۔ مقتدیوں کو مناسب نہیں ہے کہ اکبر کہنا شروع کریں جب تک امام اَللہ اکبر نہ کہہ لے اور اپنی تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے اور اس کی آواز ختم نہ ہو لے۔

اِسی طرح سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول: اذا کبّر الامام فکبّروا (یعنی جب امام اَللہ اکبر کہہ لے تو تم اللہ اکبر کہو) کے بھی یہی معنی ہیں۔ امام اَللہ اکبر کہنے والا نہیں کہا جائے گا جب تک کہ وہ پورا لفظ اَللہُ اَکْبَر ختم نہ کر لے۔ امام کے اَللہ اَکْبَر کہنے کے بعد مقتدی اَللہُ اکبر کہیں، امام کے ساتھ ساتھ مقتدی کا بھی اَللہُ اکبر کہنا خطا ہے۔ اور رسُولؐ

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کو ترک کر دینا ہے، کیوں کہ جب تم یہ کہو کہ "جب فلاں شخص نماز پڑھ لے تو تم اُس سے بات کرنا" اِس کے معنی یہ ہیں کہ تم اس کا انتظار کرو، جب وہ نماز پڑھ لے اور نماز سے فارغ ہو جائے تب تم اس سے بات کرنا، اِس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تم اس سے بات کرنا شروع کر دو جب کہ وہ نماز پڑھ ہی رہا ہو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول: "اذا کبّر الامام فکبّروا" (یعنی جب امام اللہ اکبر کہہ لے تب تم اللہ اکبر کہو) کے یہی معنی ہیں۔

امام اللہُ اکبر کو خوب کھینچ کر نہ کہے

اور بعض مرتبہ امام ناسمجھی سے اَللہ اکبر کو خوب کھینچ کر کہتا ہے اور وہ شخص جو امام کے ساتھ ہی اللہ اکبر کہنا شروع کر دیتا ہے، وہ بغیر کھینچے ہوئے اللہ اکبر کہتا ہے اِس وجہ سے وہ امام کے اَللہ اکبر ختم کرنے سے پہلے ہی اللہ اکبر ختم کر دیتا ہے پس اُس مقتدی نے امام سے پہلے اَللہُ اکبر ختم کر دی اور جو شخص امام سے پہلے نماز میں داخل ہوتا ہے، اس کی نماز نہیں ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کہ "اذا کبّر ورکع فکبّروا وارکعوا" (یعنی جب امام اَللہ اکبر کہے اور رکوع میں جائے

تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور رکوع میں جاؤ) کے یہ معنی ہیں کہ تم امام کا انتظار کرو، جب امام اللہ اکبر کہہ لے، تب تم اللہ اکبر کہو، اور جب امام رکوع کر لے تب تم رکوع میں جاؤ۔ امام کی آواز ختم ہو جانے تک مقتدی کھڑے رہیں اُس کے بعد مقتدی امام کی پیروی کریں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول مُبارک "فاذا رفع وقال سمع اللہُ لمن حمدہٗ فارفعوا رءوسکم وقولوا اللّٰھمّ ربّنا لک الحمدُ" (یعنی جب امام رکوع سے سر اُٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تب تم لوگ اپنے سروں کو اُٹھاؤ اور اللّٰھُمّ ربّنا لکَ الحمدُ کہو) کے یہ معنی ہیں کہ امام کا انتظار کرو اور رکوع میں ٹھہرے رہو، جب امام اپنا سر اُٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہٗ کہہ لے، اس کی آواز ختم ہو جائے اس وقت تک مقتدی رکوع ہی کی حالت میں رہیں پھر اس کے بعد کھڑے ہوں، اور اپنے سَروں کو اُٹھائیں اور اللّٰھمّ ربّنا لک الحمد کہیں۔

امام کی آواز ختم ہو جانے تک مقتدی کھڑے رہیں اس کے بعد سجدہ میں جائیں

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "و اذا کبّر وسجد

فکبّروا واسجدوا" یعنی جب امام اللہ اکبر کہے اور سجدہ میں جائے، تب تم اللہ اکبر کہو اور سجدہ میں جاؤ) کے یہ معنی ہیں کہ تم قومہ میں اس وقت تک کھڑے رہو جب تک امام اللہ اکبر کہہ لے اور سجدہ کے لئے جھکے اور زمین پر اپنی پیشانی رکھ دے اور مقتدی کھڑے ہی رہیں، اس کے بعد مقتدی امام کی پیروی کریں۔ براءؓ بن عازبؓ سے اسی طرح حدیث مروی ہے اور یہ سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک "الامام یرکع قبلکم ویسجد قبلکم" (یعنی امام تم سے پہلے رکوع کرے اور تم سے پہلے سجدہ میں جائے) کے مطابق ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک "واذا کبّر ورفع رأسه فارفعوا رؤسکم وکبّروا" (یعنی جب امام اللہ اکبر کہہ لے اور اپنا سر اُٹھائے تب تم اپنا سر اٹھاؤ اور اللہ اکبر کہو) کے یہ معنی ہیں کہ سجدہ میں مقتدی ٹھیرے رہیں، پھر اس کے بعد امام کی پیروی کریں اور اپنے سروں کو اُٹھائیں۔

مقتدیوں کی نماز نہیں ہوتی، اگر وہ رکوع میں اور سجدہ میں اور اٹھنے میں اور جھکنے میں امام پر سبقت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قول مُبارک "فتلک بتلک" کے یہ معنی ہیں کہ قیام کی حالت میں تمھارا امام کا انتظار کرنا، یہاں تک کہ وہ اللہ اکبر کہہ لے اور رکوع کرلے اور تم کھڑے ہی رہو، پھر تم نے اُس کی پیروی کی ہو اور رکوع کی حالت میں تمھارا امام کا انتظار کرنا، یہاں تک کہ وہ سر اُٹھائے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حمدہ کہہ لے اور تم رکوع ہی کی حالت میں ہو، اور جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حمدہ کہہ لے اور اس کی آواز ختم ہو جائے۔ اور تم رکوع ہی کے اندر ہو پھر تم نے اس کی پیروی کی ہو اور اپنا سر اُٹھایا ہو، اور ربّنا لک الحمد کہا ہو۔ پس تمھارے ارکان ہر مرتبہ اُٹھنے میں اور جھکنے میں امام کے ارکان کے بعد ہوں۔ یہ سب تمھارا طریقِ عمل نماز کو پورا کرنے والا ہے اس کو سمجھو، اس پر غور و فکر کرو اور اس پر سختی سے عمل کرو، اور اس بات کو جان لو کہ مقتدیوں کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر وہ رکوع میں اور سجدہ میں اور اُٹھنے میں اور جُھکنے میں امام پر سبقت کریں۔

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ نماز پڑھیں گے لیکن ان کی نماز نہ ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ نماز پڑھیں گے، لیکن ان کی نماز نہ ہوگی" اور میں ڈرتا ہوں (حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے زمانے کو کہتے ہیں) کہ یہ وہی زمانہ نہ ہو۔ میں نے سینکڑوں مسجدوں میں نماز پڑھی، میں نے نمازیوں کو نہیں دیکھا کہ وہ اس طرح سے نماز پڑھتے ہوں جس طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نماز پڑھی ہے۔ پس لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی نمازوں کا خیال رکھو۔

اچھی طرح سے نماز پڑھنے والا اگر بُری طرح سے نماز پڑھنے والے کو نہ روکے گا تو اس کے گناہ میں شریک ہوگا۔

ایک شخص اپنی نماز نہایت حُسن و خوبی سے ادا کرتا ہے اور اُس کے آداب و ارکان کا خیال رکھتا ہے۔ پھر اس نے ایسے شخص کو دیکھا جو اپنی نماز بُرے طریقے سے ادا کرتا ہے اور اپنے امام پر سبقت کرتا ہے اور یہ دیکھ کر خاموش رہتا ہے اور اس کو اس سے نہیں روکتا ہے اور اس کو نصیحت نہیں کرتا ہے تو وہ اس کے گناہ میں شریک ہوتا ہے۔

اچھی طرح سے نماز پڑھنے والا اگر بُری طرح سے نماز پڑھنے والے

کو نہ روکے گا اور نہ نصیحت کرے گا تو وہ بھی اُس بُری طرح سے نماز پڑھنے والے کا شریک سمجھا جائے گا۔

حضرت بلال رضی بن سعید سے روایت ہے کہ گناہ جب پوشیدہ ہو تو اُس کا ضرر و نقصان اس کے کرنے والے ہی تک محدود رہتا ہے اور جب گناہ ظاہر ہو جائے اور اُس کو نہ روکا جائے تو اس کا ضرر سب کو پہنچتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے گناہ کرنے والے شخص کو منع کرنے سے گریز کیا جو اُن کے واسطے لازمی تھا۔

وہ عالم جو جاہل کو نہیں سکھاتا گنہگار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ویل للعالم من الجاھل حیث لا یعلّمہ" (یعنی اس عالم کی تباہی اور بربادی ہے جو جاہل کو نہیں سکھاتا ہے) پس اگر جاہل کی تعلیم امام پر واجب و لازم و فرض نہ ہوتی تو عالم کے سکوت سے اُس پر تباہی اور بربادی نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نفل کے ترک کرنے سے مواخذہ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو بس فرض کے چھوڑ دینے سے مواخذہ کرے گا۔ پس جاہل کی تعلیم عالم پر فرض ہے، اسی لئے عالم کے سکوت سے اور جاہل کی تعلیم چھوڑ دینے سے عالم پر تباہی اور بربادی ہے

لوگو! جاہل کی تعلیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیونکہ اُس کی تعلیم عالم پر فرض ہے، واجب ولازم ہے اور اس کا تارک خطاوار و گنہگار ہے۔ اِس لئے سب مسجد والوں کو حکم دو کہ وہ نماز کو اچھی طرح سے پڑھیں اور اس کو پوری طرح سے اَدا کریں۔ امام کے اللہ اکبر کہنے کے بعد وہ اللہ اکبر کہیں اور اُن کا رکوع وسجود اور اُٹھنا، بیٹھنا امام کے اللہ اکبر کہنے کے بعد ہو۔ نماز کا کمال یہی ہے اور یہ لوگوں پر لازم ہے۔ اِسی طرح سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔

پس کس قدر تعجب خیز ہے کہ آدمی اپنے مکان میں ہو، اذان سُنے اور گھبرا کر کھڑا ہو جائے، نماز کے پڑھنے کی تیاری کرے (نماز کے سوا اُس کی کوئی اور نیت نہ ہو)۔ کبھی برسات کی رات میں گھر سے نکلے، کپڑوں میں کیچڑ لگ جائے اور اگر گرمی کی رات ہو تو رات کی تاریکی میں بچھو اور کیڑے مکوڑے کا اندیشہ ہو، باوجود اس کے شاید بیمار ہو، کمزور ہو، پھر بھی مسجد کو جانا نہیں چھوڑتا ہے اور نماز کی خاطر ان تمام باتوں کو برداشت کرتا ہے، نماز کو ترجیح دیتا ہے اور اس سے محبت رکھتا ہے اور اسی کے

لئے قصد کرتا ہے، اُس کا مکان سے نکلنا اور کسی دوسری غرض سے نہیں ہے پس جب امام کے ساتھ نماز شروع کرتا ہے، شیطان اس کو دھوکا دیتا ہے اِس وجہ سے وہ رکوع میں، سجود میں، بیٹھنے میں، اُٹھنے میں، امام سے سبقت کرتا ہے، شیطان چاہتا ہے کہ اس کا عمل رائگاں ہو جائے اور اُس کی نماز باطل ہو، تاکہ جب وہ مسجد سے نکلے تو (امام پر سبقت کرنے کی وجہ سے) اس کی نماز بالکل ضائع ہو جائے۔

امام پر سبقت کرنا نادانی ہے، اس لئے کہ مقتدی امام سے پہلے نماز سے فارغ نہیں ہو سکتا

پھر تعجب یہ ہے کہ سب لوگ اِس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص امام پر سبقت کرتا ہے اس کو نماز سے فارغ ہونے کا حق اس وقت تک نہیں ہے جب تک امام فارغ نہ ہو جائے۔ چنانچہ سب لوگ امام کے سلام کا انتظار کرتے ہیں، مگر باستثنائے معدودے چند، سب ہی لوگ رکوع میں، سجود میں، اُٹھنے میں بیٹھنے میں، امام پر سبقت کرتے ہیں، اور یہ فعل اُن کا شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، نماز کو خفیف سمجھتے ہیں اور اس کو معمولی جانتے ہیں، اسلام سے اُن کا بس اِسی قدر حصّہ ہے۔

جس شخص نے نماز ترک کردی اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے نماز ترک کردی اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں۔ جو شخص کہ نماز کو ہلکا سمجھتا ہے اور اس سے بے پروائی کرتا ہے وہ اسلام کو بھی خفیف سمجھتا ہے اور اس کی توہین کرتا ہے۔ پس جس قدر ان کو نماز میں ذوق ہوگا اسی قدر اُن کو اسلام میں انہماک ہوگا۔ اور جس قدر اُن کو نماز سے رغبت ہوگی، اسی قدر ان کو اسلام سے رغبت ہوگی۔

جس قدر نماز سے رغبت ہوگی اسی قدر اسلام سے رغبت ہوگی۔

اے بندۂ خدا! اپنے نفس کو جان اور اس بات سے پرہیز کر کہ تو اللہ تعالےٰ سے ایسی حالت میں ملے کہ تیرے نزدیک اسلام کی کوئی قدر نہ ہو پس جس قدر تیرے قلب میں نماز کی عزت ہوگی اسی قدر تیرے قلب میں اسلام کی عزت ہوگی۔

نماز اسلام کا ستون ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اسلام کا ستون ہے۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جب خیمہ کی چوبیں گر جاتی ہیں تو خیمہ گر جاتا ہے۔ طنابیں

اور میخیں اس کو کچھ فائدہ نہیں دیتیں اور جب خیمہ کی چوبیں قائم رہتی ہیں، تو طنابیں اور میخیں اُس کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ یہی نماز کی مثال اسلام میں ہے۔ لوگو! اس پر غور کرو۔ اللہ تعالےٰ تم پر رحم کرے اور عقل عطا فرمائے اور نماز کو دل لگاکر توجہ سے پڑھا کرو، اور اللہ تعالےٰ سے نماز کے معاملہ میں ڈرو، اور آپس میں نماز کے معاملہ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کو تعلیم کے ذریعہ سے اس بارے میں خیر اندیشی کرتے رہو اور غفلت ونسیان سے بچانے کے لئے آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہو۔

نماز تمام نیکیوں میں افضل ہے

اللہ تعالےٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں مدد دیتے رہو۔ اور ظاہر ہے کہ نماز تمام نیکیوں میں افضل ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دین کی سب سے پہلی چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ امانت ہے اور سب سے پچھلی چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ نماز ہوگی، اور ایسے لوگ نماز پڑھیں گے جن کو اس میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔"

قیامت میں نماز کی سب سے پہلے پرسش ہوگی

حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن سب سے پہلا سوال جو بندہ سے پوچھا جائے گا، وہ نماز کے متعلق ہوگا، اگر قبول ہوئی تو اس کی وجہ سے اس کے سارے عمل قبول ہوجائیں گے، اور اگر اُس کی نماز رَدّ کردی گئی تو اس کے سارے عمل رَدّ کردیئے جائیں گے۔ ہماری نماز ہمارا آخری دین ہے۔ قیامت کے دن ہمارے اعمال میں سے نماز ہی کے بارے میں سب سے پہلے سوال ہوگا۔ پس نماز کے جاتے رہنے کے بعد نہ اسلام ہے اور نہ دین۔ اور سب سے پچھلی چیز جو اسلام سے جاتی رہے گی، وہ نماز ہے۔ جس چیز کا اخیر جاتا رہا اس کا سب جاتا رہا۔ پس لوگو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! تم اپنے دین کے آخری حصّہ کو بہت مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ نماز میں سستی اور کاہلی کی وجہ سے دین جاتا رہتا ہے۔ نماز کی عظمت کرو۔ اللہ تم پر رحم فرمائے! اور بہت مضبوطی کے ساتھ اس کی محافظت کرو اور اس کے پابند رہو اور نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خاص طور سے ڈرتے رہو اور بقیہ امور میں عام طور سے۔

اللہ تعالیٰ نے اکثر جگہ نماز کے ذکر کو طاعات میں مخصوص کیا ہے

اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نماز کے درجہ کو بلند کیا ہے، اس کے معاملے کو عظمت دی ہے اور نمازیوں کو مشرف کیا ہے اور قرآن مجید میں اکثر جگہ نماز کے ذکر کو طاعات میں مخصوص کیا ہے اور خاص طور سے اس کی ہدایت کی ہے۔ منجملہ ان تمام مقامات کے جہاں اللہ تعالیٰ نے نماز کو طاعات کے اندر خاص طور سے ذکر فرمایا ہے، ایک یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن تمام نیک اعمال کا ذکر فرمایا، جن کی وجہ سے بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا واجب ہوتا ہے، تو ان اعمال کو نماز سے شروع کیا ہے اور ان اعمال کو جو بہشت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا واجب کرتے ہیں، نماز کے بیچ میں دو مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝" (اُن مومنین نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں) اُن کی مدح کرنے کے بعد ان مومنین کی صفتوں میں سے نماز کو پہلے بیان فرمایا۔ پھر پاک اور صاف اور پسندیدہ اعمال کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ فرمایا!

"وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝" (قرآن مجید)

(اور جو لوگ اپنی امانتوں کا اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں، یہی لوگ بہشت کے وارث ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔)

اور اللہ تعالےٰ نے ان اعمال کے کرنے والوں کے لئے بہشت کی ہمیشگی کو واجب کیا ہے اور ان اعمال میں نماز کے ذکر کو دو مرتبہ بیان کیا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے سب لوگوں پر عیب لگایا ہے اور اُن کو "لوم (بدبختی)" اور "ھلع (یعنی جلد بازی)" اور "جزع (یعنی گھراہٹ)" اور "منع خیر (بھلائی سے روکنا)" کی طرف منسوب کیا۔ صرف نمازیوں کو ان میں سے مستثنےٰ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ" (قرآن شریف پارہ ۲۹۔ سورہ معارج۔ رکوع ۱) بے شک آدمی بے صبر پیدا کیا گیا ہے، جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو (حدّ اباحت سے زیادہ) جزع و فزع کرنے لگتا ہے اور جب اُس کو فارغ البالی ہوتی ہے تو (حقوقِ ضرور) سے بُخل کرنے لگتا ہے۔ پھر نمازیوں کو مستثنےٰ کیا اور فرمایا: "اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ" (مگر ان لوگوں کا ہرگز ایسا حال نہیں) جو نماز گزار ہیں اور وہ اپنی نماز کو کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے۔ اور جن کے مالوں میں (منہ پھوڑ کر) مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا ایک حصہ معیّن (مقرر) ہے۔)

پھر ان کے اچھے اور پسندیدہ اعمال کا ذکر فرمایا کہ: "وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۙ" (اور وہ جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں) اور اس بیان کو اُن کی اِس تعریف کے ساتھ ختم کیا کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور فرمایا: "وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ" (اور وہ جو اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں، (بس) ایسے لوگ بہشتوں میں عزّت سے داخل ہوں گے۔) ان بزرگ اعمال کے کرنے والوں کو جنّت کا مستحق ٹھہرایا اور ان اعمال کے شروع اور آخر پر نماز ہی کا ذکر فرمایا۔ پس ان اعمال کا ذکر تمام طاعتوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ کیا اور تمام طاعتوں میں سے صرف نماز کا ذکر

علیحدہ کیا حالانکہ نماز بھی طاعت میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ" (اے پیغمبرؐ!) یہ کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اُس کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے رہو۔

نماز کے خود بھی پابند رہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی نماز کی تاکید رکھو

پس تلاوتِ قرآن مجید میں تمام طاعات کا عمل اور تمام گناہوں سے بچنے کا ذکر آگیا، مگر نماز کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا اور فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (کچھ شک نہیں کہ) نماز بے حیائی (کے کاموں) اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی (رہتی) ہے۔ اور نماز کی خاص کر ترغیب دلائی اور فرمایا "وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَیْهَا لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ" (پارہ ۱۶: سورۂ طٰہٰ رکوع ۸) (اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید رکھو اور (خود بھی) اُس کے پابند رہو، ہم تم سے کچھ روزی تو طلب کرتے نہیں (بلکہ) ہم تم کو روزی دیتے ہیں۔) پس حکم دیا کہ اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دو اور نماز کی تکالیف پر

صبر کرو پھر تمام مومنین کو طاعت کے ذریعہ سے مدد مانگنے کا حکم دیا اور اس کو صبر کے ساتھ ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ" (پارہ ۱: بقرہ۔ رکوع ۵)۔ (اور مصیبت کی برداشت کے لئے) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو، اور البتہ نماز شاق ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے اُن پر کچھ دشوار نہیں) اور اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنے امانت دار اور خلیل حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت اسحٰق علیہم السلام کے بارے میں خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ" (پارہ ۱۷: سورۂ انبیاء۔ رکوع ۵)۔ (ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ابراہیمؑ کے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی (کی موجب) بن (کہ ان کو کسی طرح کی ایذا نہ پہنچے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔) پھر اس کے بعد فرمایا: "وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ" (اور اُن کی طرف نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور (زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی))۔ پس سب نیکیوں کا ذکر مجمل طریقے سے کیا اور وہ تمام بھلائیاں، تمام طاعات کا بجالانا اور تمام گناہوں سے

پرہیز کرنا ہے اور نماز کا ذکر علیحدہ کیا۔ اور اس کو خاص طور سے حکم دیا۔

اسی طرح سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ذکر میں فرمایا: "وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا[1]" (اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کرتے رہتے اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مقبول تھے۔) اسی آیت میں نماز سے ابتدا فرمائی۔

اسی طرح سے حضرت موسیٰ نجی اللہ کے ذکر میں فرمایا: "هَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى[2]" (اے پیغمبر! کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السّلام کے قصّہ) کی خبر بھی پہنچی ہے۔)

اس کے بعد فرمایا: "إِنَّنِيْ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ[3]" (ہم ہی اللہ ہیں، ہمارے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہماری ہی عبادت کیا کرو اور ہماری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔) "فَاعْبُدْنِيْ" کے لفظ میں تمام طاعتوں کا بجالانا اور گناہوں سے بچنا مجمل طریقہ سے آگیا۔ مگر نماز کا علیحدہ ذکر فرمایا اور اس کا خاص طور سے حکم دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا: "وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ

[1] پارہ ۱۶: سورۂ مریم رکوع ۴ [2] پارہ ۱۶: سورۂ طٰہٰ رکوع ۱ [3] پارہ ۱۶: سورۂ طٰہٰ رکوع ۱

وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ[1]" (اور جو لوگ کتاب (تورات) کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں۔) تمام طاعات کو بجالانا اور تمام گناہوں سے پرہیز کرنا، "تمسّک بالکتاب" میں آگیا۔ پھر نماز کا ذکر خاص طور سے کیا اور فرمایا "وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ" (یعنی نماز کو دل لگا کر توجّہ سے پڑھتے ہیں) اور جن لوگوں پر اللہ تعالےٰ نے عذاب مقرر کیا ہے ان کو اور گناہوں کے ذکر سے قبل نماز کے برباد کرنے کی طرف منسوب فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ ہے کہ "فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا[2]" (پھر اُن کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی۔ پس یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے۔)

پس اتّباعِ شہوات کے اندر سب معاصی آگئے اور نماز کے برباد کردینے کی وجہ سے سب گناہوں کی طرف منسوب فرمایا۔ قرآن مجید کی یہ آیتیں ہیں جن کے اندر اللہ تعالےٰ نے نماز کی عظمت و بزرگی کو بیان کیا اور تمام اعمال پر اس کو مقدّم رکھا اور تمام احکام کے ساتھ خصوصیت سے اُس کا

[1] پارہ ۹: سورۂ اعراف [2] پارہ ۱۶: سورۂ مریم رکوع ۴۔

ذکر علیحدہ فرمایا اور باقی نیک اعمال کا عام طور سے۔

رسول اللہؐ نے اپنی وفات کے وقت نماز کی آخری وصیت فرمائی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ نماز کی شان بہت بلند ہے اور اس کا حکم بہت اہم، اور نماز ہی ہے جس کا اللہ تعالےٰ نبوت کے ساتھ اپنے رسول کو ہر عمل اور ہر فرض سے پہلے حکم دیا اور نماز ہی ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت آخری حکم دیا اور فرمایا: اللہ اللہ فی الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔ (اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! نماز کے بارے میں اور لونڈی غلام کے ساتھ برتاؤ کرنے میں)۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُن لوگوں کو آخری وصیت تھی۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہر نبی نے اپنی اُمت کو نماز کی آخری وصیت کی اور دُنیا سے جاتے وقت آخری عہد و پیمان نماز ہی کا لیا۔

دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت فرما رہے تھے "الصلوٰۃ! الصلوٰۃ" (یعنی نماز! نماز!!) لہٰذا نماز پہلا فرض ہے جو مسلمانوں پر مقرر ہوا اور یہی آخری وصیت ہے جس کا حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو دیا۔ اور آخری صفت ہے

جو اسلام سے جائے گی۔ اور یہی پہلا عمل ہے جس کی قیامت کے دن بندہ سے پرسش ہوگی۔ نماز اسلام کا ستون ہے اس کے جانے کے بعد نہ اسلام ہے اور نہ دین۔

لوگو! اللہ تعالےٰ سے ڈرو! اللہ تعالےٰ سے ڈرو!! اپنے تمام کاموں میں عموماً اور نماز میں خصوصاً اور مضبوطی کے ساتھ نماز کی پابندی کرو، اور اس کو برباد کرنے سے اور خفیف سمجھنے سے اور امام پر سبقت کرنے سے پرہیز کرو اور شیطان کے بہکانے سے بچو، وہ تم کو نماز سے محروم رکھے گا یہ تمہارے دین کا آخری حصہ ہے۔ جس کے دین کا آخری حصہ جاتا رہا، اُس کا کُل دین چلا گیا۔

امام آدابِ نماز کا خیال رکھے اور سکون و وقار سے ادا کرے

اے بندۂ خدا! امام کو بھی سمجھا دو کہ وہ آدابِ نماز کا خیال رکھے اور سکون و وقار سے ادا کرے تاکہ مقتدی بھی سکون و وقار سے رکوع اور سجدہ کر سکیں۔ میں نے فلاں دن تمہارے ساتھ نماز پڑھی۔ رکوع میں اطمینان سے تین مرتبہ سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم نہ کہہ سکا اور نہ سجدہ میں تین مرتبہ سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰے کہہ سکا، اس وجہ سے کہ امام نے جلدی

کی، نہ خود اطمینان سے نماز ادا کی اور نہ اطمینان سے مقتدیوں کو ادا کرنے دی۔ اُس نے جلدی کی اور مقتدیوں کو بھی جلدی میں ڈالا۔

حُسن و خوبی سے نماز ادا کرنے کا ثواب

لوگوں کو چاہیئے کہ امام کو اچھی طرح سے سمجھا دیں کہ امام جب حُسن و خوبی کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے تو اس کو اپنی نماز کا اجر ملتا ہے اور ان تمام مقتدیوں کی نماز کا ثواب ملتا ہے جو اُس کے پیچھے ادا کرتے ہیں۔

ادائیگی نماز میں امام کی جلدی سے نقصان

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے روایت ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سات مرتبہ کہنا کامل درجہ ہے اور پانچ مرتبہ متوسّط درجہ ہے اور تین مرتبہ ادنیٰ درجہ ہے۔ پس رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کہنا چاہیئے اور سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ امام کو مناسب نہیں ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے میں جلدی کرے یا اس میں سُرعت کرے، بلکہ پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ ادا کرے، کیوں کہ جب امام سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے میں جلدی کرے تو مقتدی

اچھی طرح سے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہ کہہ سکیں گے اگر امام جلدی کرے گا تو مقتدی بھی جلدی کریں گے، اور امام پر سبقت کریں گے اس لئے ان کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام پر سب مقتدیوں کا گناہ عائد ہوگا۔ اور جب امام جلدی نہیں کرے گا اور سکون و اطمینان کے ساتھ پوری طرح سے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے گا، تو مقتدی بھی اطمینان کے ساتھ ادا کریں گے اور جلدی نہیں کریں گے۔ ایسی صورت میں امام نے اپنی ذمّہ داری کو پورا کر دیا اس پر کچھ گناہ نہیں اور نہ اس پر کچھ بوجھ ہے۔ امام کو سمجھا دو کہ جب رکوع سے سر اُٹھائے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور قومہ میں سیدھا کھڑا رہے۔ یہاں تک کہ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہہ لے، وہ اطمینان سے سیدھا کھڑا رہے، نہ جلدی جلدی کہے اور نہ سرعت کرے اور اگر رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ پر اضافہ کرے اور کہے "رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ملءُ السَّمٰوٰتِ وملءُ الارض" تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تھے تو فرماتے تھے "رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ

من شیٔ بعد اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت و
لا ینفع ذا الجد منک الجد" (اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لئے
تعریف ہے آسمانوں بھر، اور زمین بھر، اور اس کے بعد جس بھر تو چاہے، اے
میرے اللہ! جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا
کوئی دینے والا نہیں اور تونگر و عظمت والے کی تونگری و عظمت تیرے سامنے
فائدہ نہیں دیتی (بلکہ جو تو چاہے وہی ہوتا ہے)۔

(راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم "الجد"
کو کھینچ کر پڑھتے تھے)۔

یہ وہ دعا ہے جس کا دل سے شوق آج لوگوں میں نہیں ہے۔

[1] حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب
رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو اتنی دیر تک قومہ میں کھڑے رہتے تھے کہ لوگ
سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھول گئے۔ آج لوگوں کو اس
کی جانب رغبت و شوق نہیں ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ رکوع سے
سر اٹھانے میں جلدی نہ کرے اور نہ ربنا ولک الحمد کہنے میں عجلت

---

[1] صحیح مسلم۔ ابن ماجہ۔

کرے بلکہ تمام کلام کو نہایت سکون و وقار کے ساتھ ادا کرے، نہ جلدی جلدی
کہے اور نہ سرعت کرے کہ مقتدی اس کے ساتھ ساتھ کہیں۔ اور جب
امام سجدہ سے اپنا سر اٹھائے تو اعتدال کے ساتھ بیٹھے اور دونوں
سجدوں کے درمیان جلسہ میں اتنی دیر تک ٹھہرے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ اطمینان
کے ساتھ کہہ سکے، یہاں تک کہ مقتدی امام کو پالیں قبل اس کے کہ دوسرا
سجدہ کیا جائے اور پہلے سجدے سے سر اٹھانے میں جلدی نہ کرے کہ لوٹ کر
فوراً ہی سجدہ کرلے، ایسا نہ ہو کہ امام کی جلدی کی وجہ سے مقتدی بھی
جلدی کریں اور امام پر سبقت کر جائیں اور ان کی نماز جاتی رہے تو امام
پر ان کا گناہ بھی عائد ہو۔ مقتدی اس وقت ٹھہریں گے اور جلدی نہ کریں
گے جب کہ وہ جانیں گے کہ امام بھی ٹھہرے گا۔

امام مقتدیوں کا راعی (نگراں) ہے

حدیث شریف میں ہے ہر نمازی راعی (یعنی نگراں) ہے، اس سے
اس چیز کے بارے میں پوچھا جائے گا جس کی وہ نگرانی کرتا ہے اور یہ بھی
کہا گیا ہے کہ امام اپنے مقتدیوں کا راعی ہے۔ لٰہذا امام کے لئے کس قدر
ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کی خیر خواہی کرے اور ان کو رکوع اور

مسجود میں امام پر سبقت کرنے سے منع کرے اور یہ بھی سمجھائے کہ مقتدی امام کے ساتھ ساتھ نہ رکوع کریں اور نہ سجدہ بلکہ مقتدیوں

مقتدی کا رکوع وسجود وقیام وقعود امام کے ختم کرنے کے بعد ہونا چاہئے

کو سمجھادے کہ ان کا رکوع وسجود اور ان کا اُٹھنا اور جُھکنا امام کے ختم کرنے کے بعد ہو۔ مناسب یہ ہے کہ امام مقتدیوں کو اَدب سِکھائے اور اُن کو اچھی تعلیم دے، کیوں کہ وہ ان کا راعی یعنی نگراں ہے اور قیامت کے دن اس سے اس کے مقتدیوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام کے لئے کس قدر ضروری ہے کہ وہ نماز نہایت حُسن وخوبی کے ساتھ اَدا کرے اور تمام ارکان پوری طرح بجا لائے اور اپنی ساری توجہ اس پر لگادے کیوں کہ اگر وہ حُسن وخوبی کے ساتھ نماز اَدا کرے گا تو اس کو مقتدیوں کی نماز کا بھی ثواب ملے گا۔ اور اگر امام بُری طرح سے نماز اَدا کرے گا تو اُس پر مقتدیوں کا بھی وَبال ہوگا۔

اہل علم وفضل امامت کے واسطے سب سے زیادہ مستحق ہیں

مُسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے میں سے ان لوگوں کو امام بنائیں جو بہترین ہوں اور دین دار اور افضل ان میں سے علم والے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کا علم ہے، جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کو حاضر وناظر سمجھتے ہیں۔

اس جماعت پر ہمیشہ ادبار وپستی رہے گی جس میں مقتدی امام سے افضل ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی شخص کسی جماعت کی امامت کرے اور مقتدیوں میں اس سے افضل لوگ موجود ہوں تو وہ جماعت ہمیشہ ادبار وپستی میں رہے گی۔

حدیث میں ہے "اِجْعَلُوا اَمْرَ دِیْنِکُمْ اِلٰی فُقَهَاءِکُمْ وَاَئِمَّتَکُمْ قُرَّاءَکُمْ" (یعنی اپنے دین کے معاملات کو فقہا کے سپرد کردو اور اپنے قاریوں کو اپنا امام بناؤ) اس حدیث میں "فقہاء" اور "قراء" کے معنی دین دار اور بزرگ ہیں، اللہ تعالےٰ کا علم رکھنے والے، اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے ہیں، جو اپنی اور اپنے مقتدیوں کی نماز کا خیال رکھتے ہیں اور اِس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر ان کی نمازوں میں خرابی ہوگی، تو ان کی نمازوں کا گناہ سب اُن ہی پر عائد ہوگا۔

قاریوں کے معنی حافظِ قرآن کے نہیں ہیں۔ کیوں کہ قرآن شریف تو وہ شخص بھی حفظ کرلیتا ہے جو اُس پر عمل نہیں کرتا ہے اور نہ دین کے ساتھ

توجہ کرتا ہے اور نہ قرآن مجید کے احکام کی اور نہ اپنے فرائض کی پابندی کرتا ہے۔

اگر لوگوں نے امامت کے واسطے لائق شخص کو منتخب کرنا چھوڑ رکھا ہے تو گویا نمازوں کو چھوڑ دیا ہے

حدیث شریف میں ہے سب سے زیادہ مستحق آدمی اِس قرآن کا وہ ہے جو اس پر عمل کرے اگرچہ وہ قاری نہ ہو۔ لوگوں میں امامت کے لئے وہ ہی مقدم ہے، اِس وجہ سے کہ وہ سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کا علم رکھتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ یہ بات اُن کے لئے واجب و لازم ہے۔ اگر لوگوں نے امامت کے واسطے قابل شخص کو منتخب کرنا چھوڑ رکھا ہے تو گویا نمازوں کو چھوڑ دیا ہے اور وہ ہمیشہ پستی اور بدبختی میں رہیں گے۔ اُن کے دین میں نقص رہے گا، اللہ تعالےٰ سے اور اُس کی خوشنودی سے اور جنّت سے دُوری رہے گی۔

پس اللہ تعالےٰ اس جماعت پر اپنا رحم کرے جو اپنے دین کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی نمازوں پر توجہ کرتے ہیں اور اپنے میں سے بہترین لوگوں کو امام بناتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی سنت کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے پروردگار کے تقرب کو ڈھونڈتے ہیں۔

امام صف سیدھی کرائے اور تکبیر اُولےٰ کہنے سے پہلے دائیں بائیں مُنہ پھیر کر دیکھ لے

اے بندۂ خدا! امام کو سمجھا دو کہ نماز کے لئے جب اپنی جگہ پر کھڑا ہو تو تکبیر اُولیٰ اس وقت کہے جب کہ دائیں بائیں منہ پھیر کر دیکھ لے۔ اگر صف ٹیڑھی پائے اور دیکھے کہ مقتدیوں کے کندھے برابر نہیں ہیں تو ان کو حکم دے کہ وہ اپنی صفیں سیدھی کریں اور کندھے برابر کرلیں۔ اگر صف میں مقتدی دُور دُور کھڑے ہوں، تو ان کو حکم دے کہ آپس میں ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہوں، یہاں تک کہ ان کے کندھے ایک دوسرے سے مِل جائیں۔ اور یہ خیال رکھو کہ صفوں میں ٹیڑھا پن اور کندھوں کا برابر برابر نہ ہونا، نماز کو ناقص کردیتا ہے اس لئے اس سے پرہیز کرو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "راصّوا الصفوف و حاذّوا المناکب وسدّوا الخلل لا یمر بینکم مثل اولاد الحذف یعنی مثل اولاد الغنم من الشّیٰطین"۔ (صف سیدھی رکھو جیسی سیسہ کی دیوار

کندھوں کو مقابل میں رکھو اور بیچ میں فاصلہ نہ چھوڑو اور اس طرح سے آپس میں مِل کر کھڑے ہو کہ شیطان بکری کے بچّہ کی طرح سے بیچ میں سے نہ گزر سکے ؎

رسول اللہؐ کا صف بندی کا طریقہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنی جگہ پر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت تک تکبیرِ تحریمہ نہیں کہتے تھے جب تک کہ دائیں بائیں مُنہ پھیر کر دیکھ نہ لیتے اور مقتدیوں کو اپنے کندھوں کے سیدھا کرنے کا حکم نہ دے لیتے۔ پھر یہ فرماتے کہ اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے نہ کھڑے ہو) ورنہ تمھارے دِلوں میں مخالفت پیدا ہوگی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صف کی طرف نظر فرمائی ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے نِکلا ہے تو فرمایا اپنے کندھوں کو برابر برابر کرو ورنہ اللہ تعالےٰ تمھارے دِلوں میں مخالفت پیدا کردے گا۔

پس تسویۂ صفوف سے مطلب یہ ہے کہ مقتدی آپس میں سیدھے اور قریب قریب کھڑے ہوں، ایسا کرنا نماز کو کامل کرتا ہے اور اُس کا چھوڑ دینا نماز میں نقص پیدا کرتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امامت کے لئے کھڑے ہوتے تو اُس

وقت تک تکبیرِ تحریمہ نہ کہتے جب تک کہ وہ آدمی جو صفوں کے سیدھا کرنے کے لئے مقرر تھا آکر خبر نہ دیتا کہ صفیں برابر ہوگئی ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکبیرِ تحریمہ شروع کرتے۔

حضرت بلالؓ کا صف کو سیدھا کرنے کا طریقہ

حضرت عمر بن عبدُ العزیزؒ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ صفوں کو سیدھا کرتے تھے اور اپنے دُرّہ سے مقتدیوں کی ایڑیوں پر مار دیتے تھے تاکہ وہ لوگ صفیں سیدھی کریں۔ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے عہد مبارک میں، نماز سے پہلے اقامت کہتے وقت ہوتا تھا۔ کیونکہ حضرت بلال رضؓ کے بارے میں یہ روایت ہے کہ انھوں نے رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی مَوقع پر اذان نہیں دی، سِوا ایک مرتبہ کے جب کہ وہ ملک شام سے واپس آئے لوگوں کو اُن کی اَذان کی خوبی کا کچھ خیال نہیں رہا تھا۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اور صحابۂ کرام رضؓ نے حضرت بلال رضؓ سے اذان کے لئے کہا۔ حضرت بلال رضؓ نے اذان دی، جب اہلِ مدینہ نے حضرت بلال رضؓ کی آواز سُنی، ان کو اِس قدر عرصہ کے بعد رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ

وسلم کا زمانہ یاد آگیا۔ حضرت بلالؓ کی آواز نے اُن کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کو تازہ کر دیا اور اُن کے شوق کو بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ، بعض صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ مبارک کے شوق میں پکار اُٹھے کہ قسم ہے ربِّ کعبہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا میں پھر بھیجے گئے۔ حضرت بلال رضؓ کی اذان اور آواز نے لوگوں کے دلوں میں ہیجان پیدا کر دیا اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے شدت سے رونے لگے۔ حضرت بلال رضؓ کی آواز کو اور اذان کو پردہ نشین خواتین نے سُنا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شوقِ دیدار کی وجہ سے اپنے گھروں سے نکل پڑیں، اور جس وقت حضرت بلال رضؓ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہا تو اذان سے رُک گئے اور اتنی قدرت نہ رہی کہ اذان پوری کر سکیں بعض نے یہ بھی کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق اور محبت سے بے ہوش ہو کر گر گئے۔ اللہ تعالےٰ حضرت بلال رضؓ پر اور مہاجرین و انصار پر رحم فرمائے اور ہم کو اور تم کو خلوص کے ساتھ اُن کا پیرو بنائے۔

اے مسلمانو! اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور اپنی نماز کو مضبوط کرو، اور

نماز میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ یہ تمہارے اوپر واجب ہے اور تمہارے لئے ضروری اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو اُن کی پیروی کرے گا، اس کو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی نصیب ہوگی، اور جنت میں ہمیشگی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ" (قرآن مجید)[1] ترجمہ: "اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اُس (اللہ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔" پس مہاجرین و انصار کی پیروی قیامت تک ہر مسلمان پر واجب ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو دونوں ہاتھ

---

[1] پارہ ۱۱ سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۲

سکوت فرماتے تھے۔ اوّلؔ تکبیرِ تحریمہ کے بعد خاموش رہتے تھے۔ دُوّمؔ جب قرأت ختم کر چکتے تھے تو رکوع سے پہلے تھوڑی دیر سکوت فرماتے تھے، اور سانس لے لیتے تھے۔ اکثر امام اس کے خلاف ہیں۔ اور صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب قرأت سے فارغ ہوتے تھے تو سکوت فرماتے تھے +

امام قرأت ختم کرنے کے بعد رکوع سے پہلے سانس لے لے تاکہ قرأت اور رکوع میں فصل ہو جائے۔

اے بندۂ خدا! تم بھی اپنے امام کو سمجھا دو کہ جب قرأت ختم کر چکے تو قیام میں سیدھا کھڑا رہے اور سکوت کرے اور رکوع سے پہلے سانس لے لے اور قرآت کو رکوع کی تکبیر سے نہ ملائے (یعنی قرأت ختم ہوتے ہی فوراً اسی سانس میں رکوع میں جانے کے واسطے اَللہُ اکبر نہ کہے بلکہ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا سا سکوت کر کے اَللہ اکبر کہے، تاکہ قرأت اور رکوع کی تکبیر میں وصل نہ ہو جائے)

لوگوں کی بلا وجہ ایک اور عادت پڑ گئی ہے کہ جب وہ قومہ سے سجدہ کے لئے جاتے ہیں تو باوجود اس کے کہ وہ قوی اور طاقت ور اور

مضبوط ہوتے ہیں۔ اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھنے سے پہلے ہی اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک دیتے ہیں اور جب سجدہ سے اُٹھتے ہیں یا التحیاتُ پڑھ کر اُٹھتے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھانے سے پہلے اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر سے اُٹھاتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے اور اتفاقِ فقہار کے خلاف ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جب قیام سے سجدہ کے لئے جھکیں تو پہلے اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھ دیں۔ اِس کے بعد دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھیں، پھر پیشانی کو رکھیں۔ رسول اللہ صلعم کا حکم ایسا ہی ہے۔

لہٰذا اپنے اماموں کو ایسا سمجھا دو۔ اور جن کو تم اس کے خلاف کرتے دیکھو ان کو منع کر دو، ان کو سمجھا دو کہ اپنے دونوں پاؤں کے پنجوں کے بَل اٹھیں اور اپنے دونوں پاؤں میں سے کسی کو آگے پیچھے نہ کریں، کیوں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عبّاس رضؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ اُٹھتے وقت قدموں کو آگے پیچھے کرنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔

نمازی کے لئے یہ مستحب ہے کہ اسکی نگاہ سجدہ کے مقام پر ہو

اور نمازی کے لئے مستحب یہ ہے کہ اس کی آنکھ اس کے سجدہ کے مقام پر ہو۔ اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف نہ اُٹھائے، اور نہ اِدھر اُدھر دیکھے

اِدھر اُدھر دیکھنے سے پرہیز کرو کیوں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ نماز کو قطع کر دیتا ہے۔

اور جب سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کی اُنگلیوں کو اپنے کانوں کے مقابل رکھے اور انگلیوں کو آپس میں مِلا کر قبلہ رُخ رکھے۔ کہنیوں کو، اور بازوؤں کو کھُلا ہوا رکھے اور ان دونوں کو اپنے پہلوؤں سے ملا کر نہ رکھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اگر بکری کا کوئی چھوٹا سا بچّہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بازوؤں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہنیوں کو اور بازوؤں کو بہت علیحدہ علیحدہ رکھتے تھے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اپنے بازوؤں کو مِلا کر نہیں رکھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے سجدوں کو اچھی طرح سے اَدا کرو اور ذرا سی بات بھی نہ چھوڑو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ اپنے سات[1] عضو پر سجدہ کرتا ہے۔ پس جس عضو کا سجدہ نہ ہوگا، وہ عضو ہمیشہ اس

---

[1] عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم امرت ان اسجد علی سبع ولا (باقی بر صفحہ ۵۳)

پر لعنت بھیجے گا۔ اور مناسب یہ ہے کہ جب رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ دے اور اُنگلیاں جُدا جُدا کھُلی ہوں اور ہتھیلیوں سے گھٹنوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے، اور اپنی پیٹھ برابر رکھے، اور سر کو نہ اُٹھا رکھے اور نہ جُھکا ہوا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تھے تو اگر پانی کا بھرا ہوا پیالہ پشت مبارک پر رکھ دیا جاتا تو اپنی جگہ سے نہ چھلکتا، کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پیٹھ سیدھی رکھتے تھے اور رکوع پوری طرح سے اَدا کرتے تھے۔

اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے نماز نہایت حُسن و خوبی کے ساتھ پڑھا کرو اور سجدہ کو پوری طرح سے اَدا کرو۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے،

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۲) اکف شعرا ولا ثوبا قال ابن طاؤس فکان ابی یقول الیدین و الرکبتین والقدمین وکان یعد الجبھۃ والانف واحداً۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ساتؔ اعضا پر سجدہ کرنے کا اور بالوں اور کپڑے کو نہ سمیٹنے کا حکم ہوا ہے۔ ابن طاؤسؒ نے کہا میرے باپ کہتے تھے (ساتؔ اعضا یہ ہیں) دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں اور پیشانی اور ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے (اِس لئے کہ دونوں چہرے میں داخل ہیں) + (سنن ابن ماجہ)

کہ بندہ جب نماز اچھی طرح پڑھتا ہے تو یہ نماز اوپر کو چڑھتی ہے اور اس کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے، جب وہ نماز آسمان کے دروازوں تک پہنچتی ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنے نمازی کے لئے شفاعت کرتی ہے اور دُعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جب وہ بُری طرح سے نماز پڑھتا ہے، نہ رکوع ٹھیک طریقہ سے کرتا ہے اور نہ سجدہ اچھی طرح سے کرتا ہے، اور نہ اُس کے آداب کی محافظت کرتا ہے، تو وہ نماز اوپر چڑھتی ہے اور اس کے ساتھ ایک تاریکی ہوتی ہے، وہ بد دُعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو ضائع کرے جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا، جب وہ آسمان کے دروازوں تک پہنچتی ہے، دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر پُرانے کپڑے کی طرح وہ لپیٹی جاتی ہے اور وہ اس نمازی کے مُنہ پر مار دی جاتی ہے۔

نمازی کے لئے مناسب ہے کہ جب وہ التّحیات پڑھنے کے لئے بیٹھے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور انگوٹھے کے پاس والی انگلی قبلہ رُخ رکھے اور بیچ والی انگلی کا حلقہ بنائے

اور باقی دو انگلیوں کو بند کر لے اور مستحب ہے کہ جب سُترہ[1] سامنے ہو تو اس کے قریب نماز پڑھے اور کوئی آدمی اُس کے سامنے سے نہ گزرے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو وہ سترہ کے قریب ہو جائے کیوں کہ شیطان اس کے اور سترہ کے درمیان سے گزرتا ہے۔ لوگ نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو منع کرنے میں تساہل کرتے ہیں۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو بہت بڑا گناہ ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو ہٹا دو۔ اگر وہ انکار کرے تو پھر ہٹا دو، پھر بھی اگر وہ انکار کرے تو اُس کو طمانچہ مارو، کیوں کہ وہ شیطان ہے۔ اگر سامنے سے گزرنے والے کے لئے اجازت ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کو طمانچہ مارنے کا حکم نہ فرماتے۔ نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو بہت بڑا گناہ ہے، اور اس نمازی کو بھی گناہ ہے جو آگے سے گزرنے والے کو نہ روکے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو یہ علم ہوتا کہ نمازی کے

[1] کوئی اونچی چیز جو آڑ کے واسطے نمازی اپنے سامنے رکھ لیتا ہے، اس کو سُترہ کہتے ہیں۔

سامنے سے گزرنے والے کو کس قدر گناہ ہے تو چالیس سال تک انتظار کرتا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے مروان بن حکم کے بھتیجے نے سامنے سے گزرنا چاہا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے اس کو منع کیا مگر اس نے پلٹنے سے انکار کیا۔ حضرت ابوسعیدؓ نے اس کو ایک طمانچہ مارا۔ وہ شکایت کرنے مروان کے پاس گیا جو اس وقت مدینہ کا حاکم تھا۔ حضرت ابوسعیدؓ بھی اس کے پیچھے ہی پہنچے۔ مروان نے کہا کہ تم نے اس کو طمانچہ مارا اور ابتدا بھی تم ہی نے کی۔ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روک دیں اگر وہ انکار کرے تو پھر ہٹا دیں، پھر بھی اگر وہ باز نہ آئے تو ہم اس کو طمانچہ ماریں، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

انسان کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب وہ فجر کے لئے نکلے تو پہلے اپنے گھر پر دو رکعتیں پڑھ لے، پھر مسجد کو جائے۔ اور مستحب ہے کہ فرض نماز تک اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول رہے۔ ان نمازوں کے درمیان بات چیت کرنی گناہ ہے، البتہ اگر کوئی ضروری بات چیت کرنی ہو، مثلاً جاہل کو تعلیم دینی ہو اور خیر خواہی کی بات ہو، اور نیک کام کے لئے حکم دینا

اور برائی سے روکنا ہو تو بات کرنی جائز ہے کیوں کہ یہ فرض ہے اور فرض کا ثواب اللہ تعالےٰ کے نفل ذکر سے بڑھا ہوا ہے اور نفل قبول نہیں ہوتی جب تک کہ فرض ادا نہ کیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نفل کو قبول نہیں کرتا جب کہ فرض نہ ادا کیا جائے۔

انسان کے لئے مستحب ہے کہ جب مسجد کی طرف جائے تو نہایت خوف اور دہشت اور خشوع وخضوع کے ساتھ چلے، رفتار میں سکون و وقار ہو، جس قدر رکعتیں امام کے ساتھ ملیں ان کو پڑھے اور جو فوت ہو جائیں انہیں بعد میں پورا کرلے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ مسجد جاتے وقت قریب قریب قدم رکھے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر تکبیر تحریمہ پانے کے لئے کسی قدر چلنے میں تیزی کرے لیکن عجلت نہ ہونی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب چلنے میں کسی قدر تیزی اختیار کرتے تھے، اگر یہ خوف ہوتا کہ تکبیر تحریمہ فوت ہو جائے گی اور تکبیر تحریمہ کے پانے کی ان کو خواہش ہوتی۔

لوگو! اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے اس کو اچھی طرح سے سمجھ لو کہ جب

کوئی بندہ اپنے گھر سے مسجد کو جاتا ہے تو وہ اللہ واحد، زبردست، جبّار قہار کے حضور میں حاضر ہوتا ہے، اگرچہ وہ کہیں بھی ہو، اللہ تعالےٰ اسے غائب نہیں رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز چھپی نہیں ہے، خواہ وہ ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو، خواہ اس سے بھی چھوٹی ہو یا بڑی، خواہ وہ سات پرت زمین کے اندر ہو یا سات آسمان میں، سات سمندروں کے اندر ہو، یا سخت مضبوط سنگلاخ بلند پہاڑوں کی چوٹی میں ہو، اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے وہ اللہ کے گھر میں داخل ہوتا ہے، جس میں وہ اللہ تعالےٰ کی بڑائی بیان کرتا ہے وہ گھر ایسے ہیں جن میں صبح وشام ایسے لوگ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت باز رکھتی ہے نہ خرید و فروخت اور جو اُس دن سے (یعنی قیامت سے) ڈرتے ہیں، جب کہ آنکھیں اور دل پلٹ جائیں گے۔

نماز پڑھنے کے واسطے اپنے گھر سے نکلے تو ادب کے ساتھ دنیاوی حالات و مشاغل سے جن میں وہ پیش تر مصروف تھا، کنارہ کش ہو کر خدا کا دھیان کرتا ہوا چلے اور اطمینان و وقار کے ساتھ قدم اُٹھائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سے حکم دیا ہے۔ وہ نہایت

ہی شوق وخوف و عاجزی و انکسار کے ساتھ چلے، جو شخص اللہ تعالےٰ کے سامنے خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے کو حقیر و ذلیل و پست سمجھتا ہے اس کی نماز سب سے زیادہ پاک ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اور اس کو اللہ کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور جب وہ غرور وتکبر کرتا ہے، اللہ تعالےٰ اُس کو ملیامیٹ کر دیتا ہے اور اُس کے عمل کو رد کر دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ متکبر و مغرور کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ایک رات جاگتے رہے یعنی ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے جب صبح ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا "نعم الرب ربّ ابراھیم ونعم العبد ابراہیم" یعنی ابراہیم کا پروردگار کس قدر اچھا ہے اور ابراہیم کیسا اچھا بندہ ہے۔ دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے نہیں پایا، حالانکہ ان کو یہ بات پسند تھی کہ کوئی شخص ان کے ساتھ کھانا کھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانا لے کر راستے پر جا بیٹھے کہ جب کوئی راہ گیر دیکھیں، تو اس کو کھانے میں شریک کریں۔ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے کھانے کو کہا۔ انھوں نے قبول کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہمارے ساتھ اس باغ میں چلو، وہاں پانی کا ایک چشمہ ہے وہاں کھانا کھائیں۔ سب باغ میں آئے ناگاہ دیکھا کہ چشمہ خشک ہے پانی اس میں نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ بات گراں گزری اور اپنے کئے پر پشیمان ہوئے۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالٰے سے دُعا فرمائیں کہ چشمہ میں پھر پانی جاری ہو جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی، مگر پانی جاری نہیں ہوا۔ یہ بات اور بھی زیادہ گراں گزری حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا کہ تم اللہ تعالٰے سے دعا کرو۔ ایک فرشتہ نے دُعا کی، چشمہ میں پانی آگیا۔ پھر دوسرے نے دُعا کی چشمہ پانی سے لبریز ہو گیا۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مطلع کیا کہ وہ دونوں فرشتے ہیں اور یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کو اللہ تعالٰے نے اس وجہ سے شرفِ قبولیت نہیں عطا فرمایا کہ انھوں نے رات کی عبادت پر غرور کیا تھا۔

اللہ تعالٰے کے حضور میں نماز کیلئے کھڑا ہو تو اسکے احسانات کو یاد کرے

لوگو! اللہ تعالٰے تم پر رحم فرمائے، تکبّر و غرور سے بچو کیونکہ

کوئی عمل تکبر کے ساتھ قبول نہیں ہوتا ہے۔ اور اپنی نمازوں میں تواضع اور عاجزی اختیار کرو۔ جب تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالٰے کے حضور میں نماز کے لئے کھڑا ہو، تو اللہ تعالٰے کے احسانات کو اور اُس کی بے انتہا نعمتوں کو یاد کرے۔ اللہ تعالٰے نے اپنی نعمتوں سے تم کو عزّت بخشی اور تم نے گناہ کر کے اپنے آپ کو ذلیل کیا۔ لہٰذا اللہ تعالٰے کے آگے بہت زیادہ گڑگڑائے اور اپنے کو پست سمجھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ، جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو حقیر و ذلیل کی طرح سے اپنے نفس کو مذمّت کرتا ہوا کھڑا ہو۔ اس وجہ سے کہ نفس مذمّت کا مستحق ہے جب تو دُعا مانگے تو مجھ سے اس حالت سے مانگ کہ تیرے اعضاء کانپ رہے ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت موسٰے علیہ السلام کو بھی اسی طرح سے وحی بھیجی۔

پس اے برادرِ عزیز جب تو اللہ تعالٰے کے سامنے کھڑا ہو تو تجھے کس قدر اپنے نفس کی مذمّت کرنی مناسب ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابن سیرینؒ

جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ تعالےٰ کے خوف و دہشت سے چہرے کی سُرخی جاتی رہتی۔ اور مسلم سے روایت ہے کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ تعالیٰ کے خوف اور نماز میں محویت کی وجہ سے کوئی آواز ان کو نہ سُنائی دیتی۔

عامر العبدی نے جو عامر بن عبد قیس کہلاتے تھے ایک سلسلۂ گفتگو میں جس کا ایک حصہ یہ ہے، فرمایا کہ "میری گردن پر تلوار رکھ دی جائے، وہ مجھے زیادہ محبوب ہے، بہ نسبت اِس کے کہ میں نماز پڑھنے کی حالت میں دنیاوی کاموں کو سوچتا رہوں"۔

حضرت سعید بن معاذؓ نے فرمایا کہ "میں نے کبھی کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی کہ جس میں مجھے دنیاوی باتوں کا خیال نماز پڑھنے کی حالت میں نماز ختم کرنے سے پہلے آیا ہو"۔

حضرت ابو دردا رضؓ نے فرمایا کہ "میرے چہرے کا خاک آلود ہونا اللہ تعالےٰ کے سامنے ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کا کمال ہے اس لئے تم میں سے کوئی مٹی سے نہ بچے اور نہ مٹی پر سجدہ کرنے کو بُرا سمجھے، کیونکہ تم میں سے ہر شخص کو ایک دن مٹی میں ملنا ہے اور نہ تم میں سے کوئی پوری طرح مٹی سے بچ سکتا ہے۔ انسان اس عجز و انکسار کی وجہ سے اپنی

گلو خلاصی طلب کرتا ہے اور دوزخ کی آگ سے رہائی چاہتا ہے۔ اس آگ کے سامنے بڑے بڑے مضبوط اور سنگلاخ پہاڑ جو زمین کی میخیں بنائے گئے ہیں، نہیں ٹھہر سکتے، اور نہ زمین جو مخلوق کے واسطے گھری ہے، اور نہ سات سمندر جن کی گہرائی کو اور نہ جن کی قدر کو سوائے اللہ تعالےٰ کے جو اُن کو پیدا کرنے والا ہے، کوئی دوسرا جان سکتا ہے، پس کس طرح سے ہمارے ضعیف جسم اور ہماری نازک ہڈیاں اور ہماری پتلی کھالیں اُس آگ کے عذاب کو برداشت کر سکتی ہیں۔ ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہم کو دوزخ کی آگ سے بچائے! ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہم کو دوزخ کی آگ سے بچائے!! ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہم کو دوزخ کی آگ سے بچائے۔

لوگو! اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے، جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو اگر تم سے ہو سکے تو یہ سمجھو کہ تم اللہ تعالےٰ کو دیکھتے ہو لیکن اگر تم سے ایسا نہ ہو سکے تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالےٰ سے اِس طرح ڈر گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے، لیکن اگر تو اس کو نہ دیکھے تو

وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام حالات میں مسلمان کو یہ تاکید فرمائی ہے بس نماز میں جب کہ وہ خاص جگہ اور خاص مقام میں اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے کھڑا ہو اور اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو تو اس وصیت کا اس کو کس قدر خیال رکھنا چاہئے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ سے نزدیکی کی جو کیفیت اس کو نماز کے اندر حاصل ہے وہ کسی اور حالت میں حاصل نہیں ہوتی۔

نماز میں اللہ تعالےٰ کی بندہ کی طرف توجہ

حدیث شریف میں ہے کہ بندہ جب نماز شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی طرف سے مُنہ نہیں پھیرتا ہے جب تک کہ وہ شخص اپنا مُنہ نہ پھیرے اور دائیں بائیں نہ دیکھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے اس کو تین باتیں حاصل ہوتی ہیں اوّل نیکی آسمان کے کنارے سے لے کر اس کے سر تک پھیلتی ہے دوم فرشتے اس کے قدموں سے لے کر آسمان کے کنارے تک اُسے گھیرے رہتے ہیں سوم ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اگر بندہ نماز کا ثواب جان لے تو نماز کو ختم ہی نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی نماز خشوع وخضوع کے

ساتھ شروع کرے اور اپنے کو اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل سمجھے اور اللہ تعالےٰ سے بہت ڈرتا ہو، اللہ تعالےٰ پر یقین رکھتا ہو اور اس کی طرف رغبت ہو، اور اس سے اچھی امید رکھتا ہو اور نماز میں اپنے پروردگار کے سامنے پوری توجہ سے کام لیتا ہو اور اسی سے مناجات کرتا ہو اور اسی کے سامنے قیام وقعود اور رکوع وسجود کرتا ہو اور اپنے قلب کو اُن سب باتوں کے لئے خالی کر لیتا ہو، اور اپنے فرائض کے بجالانے میں کوشش کرتا ہو۔ وہ نہیں جانتا کہ اس نماز کے بعد پھر اس کو کوئی نماز نصیب ہوگی یا اس مقام پر پہنچنے سے پہلے دنیا سے اُٹھا لیا جائے گا اور اس سے محروم رہ جائے گا، اس لئے خوف کرتا ہے اور نماز کی قبولیت کی امید رکھتا ہے اور عدم قبولیت سے ڈرتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے اس کو قبول فرمایا تو اُس کی خوش نصیبی ہے اور اگر اس کو رَدّ کر دیا تو یہ اُس کی بدنصیبی ہے۔

اے میرے بھائی! نماز اور دیگر اعمال جو تجھ پر فرض ہیں، ان کے لحاظ سے اور رنج وغم وخوف کا جو بوجھ تجھ پر ہے اس کے اعتبار سے تیرا معاملہ کس قدر اہم ہے، تو نہیں جانتا کہ کبھی تیری نماز قبول ہوگی یا نہیں۔ تجھے نہیں معلوم کہ تیرا گناہ معاف ہوگا یا نہیں۔ پھر باوجود اس کے تو ہنستا ہے اور

غفلت کرتا ہے اور تو اس زندگی کو نفع بخش سمجھتا ہے حالانکہ تیرے پاس یقینی خبر آچکی ہے کہ تو جہنّم پر پہنچنے والا ہے اور یہ یقینی خبر نہیں آئی کہ تو اس سے لوٹنے والا ہے تو تجھ سے بڑھ کر رونے کا اور طویل غم کا کون زیادہ مستحق ہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے پھر باوجود اس کے تو نہیں جانتا کہ اگر تجھ کو شام میسّر ہوگئی تو صبح ہوگی، یا صبح نصیب ہوگئی تو شام ہوگی۔ آیا تجھ کو جنّت کی بشارت ہوگی یا دوزخ کی۔

برادرِ عزیز! بس میں نے تجھے اِس اہم معاملہ سے آگاہ کر دیا ہے تیرے لئے واجب ہے کہ تو نہ اولاد پر خوش ہو اور نہ مال پر، بے حد تعجب ہے اِس اہم معاملہ کے متعلق تیری طویل غفلت پر اور تیرے طویل سہو پر، حالانکہ تو ہر دن رات میں اور ہر پل اور ہر گھڑی میں سختی کے ساتھ (موت کی طرف) کھینچا جا رہا ہے۔ تیری موت ضرور آنے والی ہے، اِس لئے اے برادرِ عزیز! اِس عظیم خطرہ سے تو غفلت نہ کر، جو تجھے گھیرے ہوئے ہے تجھ کو یقیناً موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس سے دوچار ہونا ہے شاید تیرے گھر میں صبح ہی کو آجائے یا شام کو۔ اُس کا آنا زیادہ آسان ہے۔ تجھ کو تیرے

ملک سے نکال دے اور تجھ سے سب کچھ چھین لے، اس کے بعد جنّت کی طرف لیجائیے یا دوزخ کی طرف، کہ جس کے حالات جُدا گانہ ہیں اور جس کے واقعات کے ذکر سے اصلی کیفیت کا کچھ بھی اندازہ نہیں ہو سکتا۔

برادرِ عزیز! کیا تو نے اس نیک بندہ کا قول نہیں سُنا کہ میں تعجب کرتا ہوں کہ جہنّم سے بھاگنے والے کو کس طرح چین آتا ہے، اور جنّت کا طلب کرنے والا کس طرح بے فکر ہو کر سوتا ہے۔ خدا کی قسم ہے اگر تو اُس کی طرف دل سے متوجّہ نہ ہوا تو تُو ہلاک ہو گیا اور تیری بدبختی بڑی ہے اور تیرا غم اور تیرا رونا ان بدبختوں کے ساتھ ہوگا، جن پر عذاب ہوگا۔

اگر تو گمان کرتا ہے کہ تو دوزخ سے بھاگنے والا ہے اور جنّت کا طالب ہے تو اس بارے میں اپنی استعداد کے مطابق کوشش کر، تاکہ دنیاوی خواہشات تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں۔

اللہ تعالےٰ تجھ پر رحم فرمائے، تو جان لے کہ اسلام تنزّل میں ہے، اور اُس کی حالت مضمحل ہے۔

حدیث شریف میں ہے "تردلون فی کل یوم وقد اسرع بخیارکم" (یعنی تم ہر دن ذلیل ہوتے جاؤ گے اور تم میں سے اچھے آدمی اُٹھتے چلے

چلے جائیں گے)۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بدأ الاسلام غریباً وسیعود غریباً کما بدأ" [لہ] یعنی اسلام کی ابتدا بے کسی اور غربت کی حالت میں

لہ بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء (اسلام کی ابتدا بیکسی اور غربت کی مصیبتوں میں ہوئی اور قریب ہے کہ پھر ویسی ہی حالت اس پر طاری ہو جائے پس بیکسوں کیلئے مبارکباد ہے) یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے لیکن ترمذی میں زیادہ تفصیل ہے "ان الدین بدء غریباً وسیعود غریباً کما بدء فطوبیٰ للغرباء۔ وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی" یعنی دین کی ابتدا غربت سے ہوئی اور قریب ہے کہ پھر اس کی طرف پلٹ آئے۔ پس مبارکباد ہے پردیسیوں اور بے یاروں کے لئے۔ یہی لوگ ہیں جو ان خرابیوں کو دور کریں گے جو لوگوں نے میرے بعد میری سنّت میں پیدا کر دی ہوں گی" اور احمد و طبرانی نے مرفوعاً روایت کی "طوبیٰ للغرباء قلنا وما الغرباء قال قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر من یعصیھم اکثر ممن یطیعھم" فرمایا غرباء کے لئے مبارکباد ہے۔ ہم نے پوچھا "غرباء" کون ہیں؟ کہا صالحوں کی ایک جماعت، بُرے لوگوں میں تھوڑے سے اچھے۔

اِس حدیث میں "غربۃ" اور "غریب" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں پردیسی اور بے خانہ و وطن کے۔ مقصود یہ ہے کہ اسلام کی ابتدا ہجرت کی مصیبتوں اور مظلومیوں سے ہوئی تھی۔ عروج و اقبال کے بعد پھر ویسا ہی زمانہ آنیوالا ہے اُس وقت حق مغلوب ہو جائے گا لوگ قرآن و سنّت کی راہ چھوڑ دیں گے، بدعات کا دَور دَورہ ہوگا۔ حق پر چلنے والے اور قرآن و سنّت کی سچی اور خالص پیروی کرنے والے بوجہ قلّت و بے چارگی کے ایسے ہو جائیں گے جیسے پردیسی بے یار و مددگار مسافر۔

(مولٰنا ابوالکلام آزاد)

ہوئی اور قریب ہے کہ پھر ویسی ہی حالت اس پر طاری ہو جائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خیر امتی الَّذِیْنَ بُعِثْتُ فیھم ثم الّذین یلونھم والآخر شر الی یوم القیٰمۃ" (میری امّت میں وہ لوگ بہترین ہیں جن کے زمانہ میں پیغمبر مبعوث ہو۔ پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہیں، اور اس کے بعد قیامت تک شر ہے)۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یأتی زمان لا یبقیٰ مِن الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ" (ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائے گا اور قرآن مجید سے صرف اس کے حروف ہی حروف باقی رہ جائیں گے)۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ "انتم خیر من ابناءکم وابناؤکم خیر من ابناءھم وابناء ابناءکم خیر من ابناءھم والآخر شر الیٰ یوم القیٰمۃ" (تم اپنی اولاد سے بہتر ہو اور تمھاری اولاد اپنی اولاد سے بہتر ہے اور ان کی اولاد اپنی اولاد سے بہتر ہے اور اس کے بعد قیامت تک شر ہے)۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، ہم کیونکر

ہلاک ہوں گے حالانکہ ہم اپنی اولاد کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کو قرآن مجید کی تعلیم دیں گے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا یہود و نصاریٰ توریت اور انجیل نہیں پڑھتے ہیں؟ صحابی نے عرض کیا ضرور پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر اس سے ان کو کیا فائدہ ہوا؟ صحابی نے عرض کیا بے شک، کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ لوگ اپنے دین کے بارے میں عموماً اور نماز کے بارے میں خصوصاً نہایت ہی شدید بے پروائی کرتے ہیں۔ نماز کے بارے میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ دو قسم کے لوگوں کی نماز نہیں ہوتی ہے۔

ایک گروہ ان میں سے اہل ہوا و بدعت کا ہے جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے اور مسلمانوں کے ساتھ مسجدوں میں جمع ہونے کو حقیر جانتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو کافر ٹھیرانے اور اسلام سے خارج ہونے کا اتہام کرتے ہیں۔

دوسرا گروہ لہو ولعب والوں کا ہے جو مے نوشی کی مجلسوں میں بیٹھتے اور بد اعمالیاں کرتے ہیں۔

تیسرا گروہ اہل السنۃ والجماعت کا ہے جو مسلمانوں کے ساتھ مسجدوں میں جماعت سے نماز پڑھنے کو شروع ہی سے نہیں چھوڑتے ہیں۔ ان تین گروہوں میں سے یہ بہتر ہیں۔ یہ گروہ بھی سب کا سب بجز معدودے چند کے، باوجود اس اچھائی اور فضیلت کے نماز کے واجبات کو ضائع کئے ہوئے ہے، اُس کے رکوع و سجود اور جھکنے اور اُٹھنے میں امام پر سبقت کرکے، یا امام کے ساتھ ساتھ ادا کرکے نماز کو ضائع کردیا ہے، اُن لوگوں کو مناسب ہے کہ امام کے ہر رُکن کے ادا کرنے کے بعد اس رُکن کو ادا کریں۔

ہم کو ایسے شخص نے خبر دی جس نے ایامِ حج میں مسجد حرام میں نماز پڑھی ہے، اس نے کہا کہ میں نے زیادہ آدمیوں کو مسجدِ حرام میں دیکھا کہ وہ امام پر سبقت کرتے ہیں۔ ایام حج میں تمام اطراف سے یعنی خراسان و افریقہ و دیگر ممالک سے لوگ آتے ہیں اور خود ہم نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ خراسانی خراسان سے حج کرنے آتا ہے اور نماز میں اپنے امام پر سبقت کرتا ہے۔ اسی طرح شامی و افریقی اور حجازی وغیرہ وغیرہ سب امام پر سبقت کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ

تعجب یہ ہے کہ فضیلت کی طرف سبقت کرتے ہیں، اور فضیلت حاصل کرنے کے لئے جمعہ میں تڑکے ہی سے تکبیر و تہلیل وغیرہ میں لگ جاتے ہیں اور اس کی طلب میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ثواب کی خاطر فجر کی نماز جامع مسجد میں پڑھتے ہیں۔ اور برابر رکوع و سجود و قیام وقعود میں مصروف رہتے ہیں، اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نہایت ہی رغبت و شوق کے ساتھ اللہ تعالٰے سے دُعائیں کرتے ہیں اور اسی حالت سے عصر تک رہتے ہیں اور عصر سے مغرب تک دُعا کرتے رہتے ہیں، باوجود ان تمام خوبیوں کے شیطان سے دھوکا کھا کر سب کے سب امام پر سبقت کرتے ہیں اور شیطان اپنے داؤں کی وجہ سے ان پر غالب رہتا ہے اور فرض نماز جو اُن پر واجب و لازم ہے اس کے متعلق دھوکا کھاتے ہیں، اور شیطان کے فریب میں آکر جہالت کی وجہ سے امام کے ساتھ ساتھ رکوع کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اُٹھتے ہیں اور جھکتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالٰے کا تقرب نوافل کے ذریعہ سے ڈھونڈتے ہیں، جو اُن پر واجب نہیں ہے اور فرائض جو اُن پر واجب و لازم ہیں اُن کو ضائع

کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰے نفل کو قبول نہیں کرتا ہے تاوقتیکہ فرض نہ ادا کئے جائیں۔ صبح اُٹھ کر جمعہ کی فضیلت حاصل کرنی ہو تو اصل کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اصل (فرض) ادا کرکے نفل سے مستغنی ہو جاتا ہے اور اصل کھو کر نفل سے مستغنی نہیں ہوتا ہے۔ پس جو شخص اصل کو ضائع کر دیتا ہے تو وہ زوائد کو بھی ضائع کر دیتا ہے اور جو شخص زوائد کو ضائع کر دیتا ہے اور اصل کو مضبوطی کے ساتھ پکڑتا ہے تو وہ زوائد سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ زوائد کے طلب کرنے کی اور اصل کو کھو دینے کی مثال تاجر کی سی ہے۔ کیا تاجر اپنی تجارت میں کبھی محض منافع کا خیال کرکے خوش ہوتا ہے جب تک کہ اس کا راسُ المال یعنی اصل سرمایہ نہ مل جائے اور برابر اسی طرح سے منافع پر خوش ہوتا رہتا ہے اور راس المال سے غفلت رکھتا ہے پھر وہ جب اپنے راس المال پر نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ راس المال مع منافع کے ضائع ہو گیا۔ اب نہ راس المال ہے اور نہ منافع۔

اللہ تعالٰے اس مسلمان پر رحم فرمائے جو اپنے بھائی مسلمان کو امام پر سبقت کرتے دیکھ کر یا امام کے ساتھ ساتھ رکوع یا سجدہ کرتے

دیکھ کر یا تنہا نماز پڑھنے کی حالت میں بری طرح ارکان ادا کرتے دیکھ کر نصیحت کرے اُس کو سکھائے اور اُس کو اِس سے روکے۔ اس امر پر خاموشی نہ اختیار کرے، کیونکہ اس کو نصیحت کرنا واجب و لازم ہے اور خاموش رہنا گناہ ہے۔ شیطان تو چاہتا ہی ہے کہ تم ان باتوں سے خاموشی اختیار کرو، جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اور یہ کہ تم نیکی و پرہیزگاری کے کام کے واسطے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چھوڑ دو، جن کے واسطے اللہ تعالےٰ نے تم کو حکم دیا ہے، اور باہمی نصیحت کرنی تم پر لازم ٹھیرائی ہے تاکہ تم گنہگار اور خطاوار ہو۔ دین مضمحل ہو جائے اور جاتا رہے، سنّت کو زندہ نہ کرو اور بدعت کو نہ مٹاؤ۔

پس اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، جن باتوں کا اس نے حکم دیا ہے اور نیکی اور تقوے کے کاموں میں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کرو، اور شیطان کی اطاعت نہ کرو، کیوں کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق قرآن مجید میں خبر دی ہے: "اِن الشّیطٰن لکم عدوّ فاتّخذوہ عدوا" (قرآن مجید)

ترجمہ: (شیطان تمہارا دشمن ہے، تو تم بھی اُس سے دشمنی کرو)۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا "یٰبنیٓ اٰدم لا یفتننکم الشّیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنّۃ" (اے اولادِ آدم! شیطان تم کو فتنہ میں نہ ڈالے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ (آدم و حوا) کو جنّت سے نکال دیا)۔

اور جان لو کہ مسلمانوں میں شرقاً و غرباً جو لوگ سوسائٹی میں بڑے مانے جاتے ہیں اور اپنے کو عقلمند سمجھتے ہیں تاکہ ان کا شمار اہل علم و فقہ و بصیرت میں ہو۔ انھوں نے اپنے فرائض کو بجا لانا چھوڑ دیا، یعنی مسلمانوں کو نصیحت کرنا اور تعلیم دینا، ادب سکھانا، اچھائی کے لئے لوگوں کو کہنا، بُرائی سے روکنا اور انکار و تبدیل کرنا، کچھ انجام نہیں دیتے ہیں، جب کہ عام لوگوں نے کسی کو بجز شاذ و نادر کے اس کے متعلق کہتے سنتے نہ پایا۔ تو وہ لوگ امام پر سبقت کرنے لگے اور ان کے ساتھ ایسے لوگ بھی جو عالم اور فقیہ کہلاتے ہیں، وہ بھی نماز کے ساتھ بے پروائی کی وجہ سے اس میں مبتلا ہو گئے۔

بے حد تعجّب کی بات ہے کہ اہلِ علم نے ان جاہلوں کی پیروی کی اور ان ہی کے ساتھ اہلِ علم بھی رکوع و سجود اور اُٹھنے اور بیٹھنے میں امام پر

سبقت کرنے لگے، یا امام کے ساتھ ساتھ ادا کرنے لگے اور فقہا و علما سے جو کچھ سُنا تھا اس کو ترک کر دیا۔ علما پر واجب و لازم تھا کہ جاہلوں کو سکھاتے اور ان کو نصیحت کرتے اور ان کو روکتے۔ پس جو کچھ انھوں نے چھوڑ دیا، اُس کے بارے میں وہ لوگ سخت گنہگار ہیں اور خائن ہیں کیوں کہ وہ اس بُرائی میں (تعلیم نہ دینے میں) اور فریب دہی اور چغل خوری اور فقیروں اور ضعیفوں کی تحقیر میں اور بہت سی دیگر گناہوں میں جو شمار سے باہر ہیں، جاہلوں کے ساتھ شریک ہو گئے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، اُس عالم کی ہلاکت و بربادی ہے جو جاہلوں کو تعلیم نہ دے۔ پس جاہلوں کی تعلیم عالم پر واجب ولازم وضروری ہے۔ جاہل کو نفل کی تعلیم نہ دینے پر عالم کو ہلاکت و بربادی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالے نفل چھوڑ دینے پر مواخذہ نہیں کریگا اللہ تعالیٰ تو بس فرائض کے ترک پر مواخذہ فرمائے گا۔

بُرائی سے روکنے کا حکم

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے بُرائی دیکھے تو وہ ہاتھ سے اُس کو تبدیل کر دے، یعنی اپنی قدرت و

اختیار سے اس کو روک دے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنے قلب میں بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔

نماز کا برباد کرنے والا وہ ہے جو نماز میں امام سے سبقت کرتا ہے، یا رکوع وسجود امام کے ساتھ ساتھ ادا کرتا ہے یا جب تنہا نماز پڑھتا ہے تو رکوع وسجود پورا پورا نہیں ادا کرتا ہے، لہٰذا اُس نے بُرائی کی کیونکہ وہ چور ہے۔

سب سے بڑا چور کون ہے؟

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازی اپنی نماز میں کس طرح سے چوری کرتا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، نماز کا چور وہ ہے جو اپنے رکوع وسجود کو پوری طرح ادا نہیں کرتا ہے، نماز کے چور کو دیکھ کر اس کو نصیحت کرنا اور روکنا واجب ہے۔

اگر کوئی شخص ایک درہم چُرائے تو کیا یہ بات بُری نہ ہوگی۔ کیا اس کو دیکھنے والے پر یہ واجب نہ ہوگا کہ اس کو منع کرے۔ پس نماز کا چور

روپے کے چور سے بڑا ہے۔

نماز برباد کرنے والے کی اصلاح کا حکم

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو دیکھے کہ وہ نماز کو برباد کر رہا ہے اور اس کو منع نہ کرے تو اس کے گناہ میں اور اُس کے وبال میں وہ بھی شریک ہوا۔

حضرت بلال بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بُرائی جب چھپا کر کی جائے تو اس کا ضرر و نقصان اُسی بُرائی کرنے والے کو ہوگا اور اگر بُرائی علانیہ کی جاتے اور وہ تبدیل نہ کی جائے تو اس کا ضرر و نقصان عام طور سے سب کو ہوگا، عوام کو اِس وجہ سے نقصان ہوگا کہ انھوں نے اپنا فرض یعنی گنہگار کو منع کرنا چھوڑ دیا۔ اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا ہے اور اس کو کوئی دیکھتا نہیں ہے اور اپنی نماز کو برباد کرتا ہے اور رکوع و سجود کو پوری طرح سے اَدا نہیں کرتا ہے تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا، اور اگر لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور وہ نماز کو برباد کرتا ہے اور رکوع و سجود کو پوری طرح سے اَدا نہیں کرتا ہے تو اس کا گناہ سب کو ہوگا۔

اے بندگانِ خدا! اپنے تمام کاموں میں عموماً اور نماز میں خصوصاً

اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور اپنے نفس پر خوفِ خدا کو مضبوط کرلو اور اپنے بھائیوں کو نماز کے بارے میں نصیحت کرتے رہو۔ کیونکہ نماز دین کا آخر ہے۔ لہٰذا اپنے دین کے آخر کو مضبوط پکڑو، جس کا تمہارے پروردگار نے تم کو خاص طور سے اور تمام طاعتوں کا عام طور سے حکم دیا اور تمام قول و قرار پر بہت مضبوطی کے ساتھ جمے رہو، جس کو تمہارے پروردگار نے تم پر عام طور سے فرض کیا ہے اور جس کا عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے خاص طور سے لیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال فرماتے وقت آخری وصیّت جو اپنی اُمّت کو فرمائی وہ یہ ہے: "اتّقوا اللہ فی الصّلوٰۃ و فیما ملکت اَیمانکم" (یعنی نماز کے بارے میں اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اچّھا سلوک کرنے میں اللہ تعالےٰ سے ڈرو) حدیث شریف میں ہے کہ نماز ہی آخری وصیّت ہے جو ہر نبی نے انتقال فرماتے وقت اپنی اُمّت سے لیا اور نماز ہی ہے جو سب سے آخر میں اسلام سے جائے گی اور اس کے جانے کے بعد نہ اسلام باقی رہے گا، اور نہ دِین۔

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس عمل کو پوچھے گا وہ نماز ہی ہے۔ نماز اسلام کا ستون ہے، جب خیمہ گر جاتا ہے تو اس کو میخیں اور طنابیں کچھ فائدہ نہیں دیتی ہیں اسی طرح سے نماز ہے کہ جب نماز جاتی رہے تو اسلام بھی جاتا رہا اللہ تعالےٰ نے تمام طاعتوں میں نماز ہی کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور نماز ہی کو فضیلت سے منسوب فرمایا ہے اور تمام طاعتوں میں نماز ہی سے اور صبر سے اللہ تعالےٰ نے مدد طلب کرنے کا اور تمام گناہوں سے پرہیز کرنے کا حکم عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے!

مساجد میں نماز قائم کرنے کی تاکید

جو لوگ مساجد میں نماز پڑھنے نہ آئیں، ان کو نماز پڑھنے کی تاکید کرو، ان پر سختی کرو۔ جب پیچھے رہ جائیں اور اپنے اختیار سے ان کو ایسا کرنے سے منع کرو۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اصلاح کرو۔ اور اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لو کہ تمھاری خاموشی جائز نہیں ہے کیونکہ نماز سے بچھڑنا سخت گناہ ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لقد هممت ان امر

بالصّلوٰة فتقام ثم اخالف الیٰ قوم فی منازلهم لا یشهدون الصّلوٰة فی جماعة فاحرقها علیهم" (یعنی میرا جی چاہتا ہے کہ نمازِ جماعت کی تکبیر کہنے کے لئے حکم دوں، جو لوگ جماعت کی شرکت کے لئے نہیں آتے ہیں ان کے پاس جاؤں اور ان کے گھروں میں آگ لگوا دوں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز سے بچھڑنے والوں کو ان کے مکانات کے جلا دینے کی دھمکی دی۔ اگر نماز میں بچھڑنا سخت ترین گناہ نہ ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مکانوں کے جلا دینے کو نہ فرماتے۔

مسجد کے پڑوسی کے لئے حکم

حدیث شریف میں ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے سوا کہیں اور نہیں ہوتی۔ مسجد کا پڑوسی وہ ہے کہ اس کے گھر میں اور مسجد میں چالیس گھر کا فاصلہ ہو۔ پس نماز ہی اوّل فریضہ ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر فرض کیا گیا اور نماز ہی آخری وصیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے انتقال فرماتے وقت اپنی امت کو فرمائی۔ نماز ہی سب سے آخر چیز ہے جو اسلام سے جائے گی اور جس کے جانے کے بعد نہ اسلام باقی رہے گا اور نہ دین۔

جس نے مؤذن کی اذان سنی اور بغیر کسی عذر کے مسجد میں نہ آیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے مؤذن کی اذان سُنی اور بغیر کسی عذر کے مسجد نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کو نماز میں نہیں پایا۔ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اور آواز دی۔ وہ شخص مکان سے باہر آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو نماز سے روکا؟ اس نے عرض کیا امیر المومنین بوجہ بیماری میں نہ حاضر ہو سکا اگر میں حضور کی آواز نہ سُنتا تو باہر نہ نکلتا (یا اس نے یہ عرض کیا کہ مجھے نکلنے کی قوت نہ تھی) حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ تونے نماز کے لئے اللہ تعالےٰ کے مؤذن کی دعوت کو ترک کر دیا جس کی اطاعت میری اطاعت سے زیادہ ضروری تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو نماز میں نہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ نماز میں کیوں پچھڑ گئے۔ ان لوگوں کے پچھڑ جانے کی وجہ

سے دوسرے لوگ بھی پچھڑ جایا کریں گے۔ ان کو مسجد میں حاضر ہونا چاہئے ورنہ میں ان کے پاس آدمی بھیجوں گا جو اُن کی گردنوں میں زخم لگائے گا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ نماز میں حاضر ہو! نماز میں حاضر ہو!! نماز میں حاضر ہو!!!

حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں بڑھا ہوں، آنکھوں کی بصارت جاتی رہی ہے، گھر بہت دور ہے اور مسجد تک آنے میں راستہ میں کھجوروں کے جھنڈ ہیں اور نالا ہے۔ کیا حضور اقدس مجھے گھر ہی پر نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم تک اذان کی آواز پہنچتی ہے؟ حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتومؓ نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا تو تم کو مسجد ہی میں آنا چاہئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو نابینا تھا ضعیف تھے مسجد سے فاصلے پر رہتے تھے، راستہ میں درختوں کے جھنڈ تھے نالا تھا، پھر بھی نماز سے پچھڑنے کی اجازت عطا نہیں فرمائی۔ لہٰذا اگر کسی کے نماز سے پچھڑنے کا عذر قابلِ قبول ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کو ضرور اجازت عطا فرماتے۔

تو تم لوگ نماز سے بچھڑنے والوں کو ایسا کرنے سے منع کرو۔ اس لئے کہ اُن کا گناہ نماز سے بچھڑنے میں بہت ہی زیادہ ہے۔ اگر تم ان کو نصیحت کرنا چھوڑ دو گے اور ان کو منع نہ کرو گے، درآں حالیکہ تم کو منع کرنے کی قدرت ہے تو تم بھی ان کے گناہ میں شریک ہوگے۔

حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے ایک طریقہ مقرر کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں سے نماز پنجگانہ باجماعت ہے۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید

مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے ہر شخص نے اپنے اپنے گھر میں ایک ایک مسجد بنا لی ہے لیکن اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے تو تم اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریقہ کو چھوڑ دو گے اور اگر تم اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریقہ کو چھوڑ دو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔

لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور جو جماعت سے بچھڑ جاتے ہیں اُن کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کرو اور اگر تم ان کو تاکید نہ کرو گے، تو تم گنہگار ہوگے۔ اور تم اُن کے گناہوں کے بوجھ سے

محفوظ نہیں رہو گے کیوں کہ تم پر اپنے بھائیوں کو نصیحت کرنا واجب ہے اور بُرائی کا ہاتھ سے روکنا، اور اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے، تو زبان سے روکنا واجب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ قیامت کے دن ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے پڑوسی کو پکڑے ہوئے آئے گا اور عرض کرے گا کہ، اے میرے پروردگار اس نے میری خیانت کی۔ پڑوسی عرض کرے گا کہ، اے میرے پروردگار! تیری عزت وجلال کی قسم، میں نے نہ اس کے گھر کے لوگوں کے ساتھ خیانت کی ہے، اور نہ اس کے مال میں، وہ عرض کرے گا۔ اے پروردگار! یہ سچ ہے لیکن اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا اور مجھ کو اس سے منع نہیں کیا۔ نماز سے بچھڑنے والا بہت بڑے گناہ میں گرفتار ہے۔ اس لئے تم ڈرو کہ قیامت کے دن وہ تم کو پکڑے۔ تم سے اس کا جھگڑا اللہ جلیل وجبار کے سامنے ہو۔ آج کے دن اس کو نصیحت کرنا ترک نہ کرو، اگرچہ تم کو گالی دے اور تکلیف پہنچاتے اور تم سے دشمنی کرے، کیوں کہ آج کے دن اس کی دشمنی کل قیامت کے دن کے مواخذہ

سے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جھگڑا کرنے سے اور اُس بڑے مقام پر تمہاری دلیل کو باطل کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ لہٰذا آج کے دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں گالی کو برداشت کرو۔ عجب نہیں کہ قیامت کے دن پیغمبروں کے ساتھ اور ان کے دین کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ تم کو کامیابی ہو۔ پس اگر تم کسی کو نفل پڑھتے ہوئے دیکھو، جو قومہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کرتا ہے۔ یعنی قومہ میں پورا کھڑا نہیں ہوتا ہے تم پر واجب ہے کہ اس کو تاکید کرو اور اس کو منع کرو اور اس کو نصیحت کرو، اگر تم اس کو نہیں سمجھاؤ گے تو تم بُرائی میں اور گناہ میں اور نماز کے برباد کرنے میں شریک ٹھیرو گے۔

ہر نفل نماز شروع کر دینے کے بعد واجب کے درجہ میں ہو جاتی ہے!

اچھی طرح سے سمجھ لو کہ یہ لوگوں کی جہالت ہے کہ تنہا نمازِ نفل پڑھتے ہیں، اور نہ پوری طرح سے رکوع کرتے ہیں اور نہ سجدہ، اور نہ قومہ میں اپنی پیٹھ سیدھی کرتے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ تو نفل ہے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ کافی ہے حالانکہ یہ نفل ادا نہیں ہوتی، کیونکہ جو

شخص نفل شروع کرتا ہے تو اس کا تمام کمال ادا کرنا اُس پر واجب ولازم ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے نفلی حج کا احرام باندھا اور کسی وجہ سے نفل حج ادا نہ کر سکا) تو اُس کی قضا اُس پر واجب ہے اگر احرام کی حالت میں شکار کیا تو اُس پر کفّارہ واجب ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے نفل کا روزہ رکھا اور عصر کے وقت افطار کر دیا تو اُس دن کی قضا اس پر واجب ہے۔

ایسے ہی اگر کسی نے فقیر کو ایک درہم خیرات میں دیا۔ پھر اس کو اس سے واپس لے لیا تو اس درہم کو فقیر کے پاس لوٹا دینا واجب ہو گیا۔

غرض ہر نفل شروع کرنے کے بعد لازم ہو جاتی ہے، اور اس کا پوری طرح سے مضبوطی کے ساتھ ادا کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے کیونکہ جب اس نے نفل شروع کی تو اس کو اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا اگر نفل نہ شروع کرتا تو اس کے اوپر کچھ عذاب نہ تھا۔

غرض جب تم کسی کو نفل یا فرض نماز پڑھتے دیکھو تو اس کو اچھی طرح سے ادا کرنے کی تاکید کرو۔ اگر تم اس کو تاکید نہیں کرو گے تو تم سب لوگ گنہگار ہو گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو بچائے۔

بعض جاہل کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سہواً امام پر سبقت کر جائے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں۔ ان جاہلوں نے حدیث "لیس علی من خلف الامام سہو" کی یہی تاویل کی ہے۔ یہ حدیث ضرور ہے لیکن اس کے معنی سمجھنے میں ان سے غلطی واقع ہوئی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ، اگر کوئی شخص قعدہ بیٹھنے کے بجائے بھول کر کھڑا ہو گیا، یا قیام کے بجائے بھول کر قعدہ کیا، یا بھول گیا، اور نہیں یاد کہ تین رکعت پڑھی ہے یا چار رکعت، یا بھول کر تکبیر چھوڑ گیا، تو اس سہو پر کچھ گناہ نہیں، بشرطیکہ وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ حدیث امام پر سبقت کرنے کے متعلق نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا مہاجرین و انصار سے بھول کر یا بغیر بھولے امام پر سبقت کرنے کے کے بارے میں کچھ نہیں آیا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث "اما یخاف الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار" (یعنی جو امام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالےٰ اُس کا سر گدھے کا سا بنا دے) میں "الا ان یکون

ساہیاً" (مگر یہ کہ بھول ہو) نہیں فرمایا۔ اور نہ دو سجدۂ سہو کا حکم دیا۔

حضرت ابن مسعودؓ کے قول کہ "لا وحدك صليت ولا بامامك اقتديت" (یعنی نہ تو نے تنہا ہی نماز پڑھی اور نہ امام کے پیچھے) میں بھی "الا ان تکون ساہیاً" نہیں فرمایا اور نہ سجدۂ سہو کا حکم دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قول "ماصلیت وحدك ولاصليت مع الامام" میں بھی "الا ان تکون ساہیاً" کی قید نہیں ہے اور نہ سجدۂ سہو کا حکم ہے، بلکہ انھوں نے اُس کو مارا اور دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا قول "الذی یرفع راسہ قبل الامام ویخفض قبلہ ناصیتہ بید الشیطان یخفضہ و یرفعہ" (یعنی جو شخص امام سے پہلے اپنے سر کو اُٹھاتا ہے اور امام سے پہلے جھکاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے جس کو وہ جھکاتا ہے اور اُٹھاتا ہے) میں بھی "الا ان تکون ساہیاً" کی قید نہیں ہے اور نہ سجدۂ سہو کا حکم ہے

رسول اللہ کو نماز میں سہو ہوا۔ حضرت عمرؓ کو سہو ہوا اور رسول اللہؐ کے اصحابؓ کو سہو ہوا۔ ان میں سے بعض تو پہلی دو رکعتوں میں قرأت

بھول گئے، اُس کو پچھلی دُو رکعتوں میں پڑھا۔ بعضوں نے قعدہ بھول کر قیام کر دیا، بعض نے قیام کے بجائے سہواً قعدہ کیا۔ غرض کہ ان سب صورتوں میں اور ایسے ہی دیگر حالات میں دُو سجدۂ سہو ہیں۔ ان سب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اور صحابۂ کرام رضی کے آثار ہیں اور یہی سنّت بھی ہے۔ امام پر سبقت کرنے کے متعلق یہی ثابت ہے کہ اس کی نماز نہیں ہوتی۔ چنانچہ جو شخص امام پر سہواً یا بغیر سہو سبقت کرے گا تو اس کی نماز نہیں ہو گی، سہو کے لئے اس جگہ کوئی عذر کا موقع نہیں۔

اِس موقع پر سہو کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ درآں حالیکہ جب مقتدی امام کو دیکھتا ہے کہ وہ قومہ سے سجدہ کے لئے جُھک رہا ہے تو وہ جلدی کر کے امام سے پہلے سجدہ میں چلا جاتا ہے یا امام کو اس کے بعد سجدہ میں دیکھتا ہے اور مقتدی اپنے سر کو اُٹھا لیتا ہے، یا امام کی طرف دیکھتا ہے، یا امام کو سجدہ کرتے دیکھتا ہے اور وہ امام سے قبل سجدہ میں چلا جاتا ہے، یا یہ کہ امام ابھی قرأت سے فارغ ہوا ہے اور وہ امام سے پہلے رکوع میں چلا جاتا ہے قبل اس کے کہ امام رکوع کے لئے "اللہ اکبر" کہے۔ ان تمام ارکان میں امام کا انتظار کرے جب امام

رکوع کر لے، یا سجدہ کر لے، یا اُٹھ جائے، یا جُھک جائے، یا اس کی تکبیر کی آواز ختم ہو جائے، تب وہ مقتدی امام کے اَدا کرنے کے بعد اور امام کے "اَللہُ اکبر" کی آواز ختم ہو جانے کے بعد، اس کی پیروی کرے۔ یہاں سہو کے لئے مقتدی کے واسطے کوئی عذر کا موقع نہیں ہے۔ نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معذور سمجھا اور نہ صحابۂ کرام رض نے، اور نہ سجدۂ سہو کا حکم دیا، بلکہ اس کو نماز دُہرانے کی ہدایت کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سَر کو گدھے کے سر میں تبدیل ہو جانے کا خوف دِلایا ہے کیوں کہ وہ نماز کو خفیف سمجھتا ہے اور اس کو حقیر جانتا ہے اور اپنے دل میں اس کو چھوٹا سمجھتا ہے اس لئے جاہل کو چاہیئے کہ ان باتوں میں اپنے کو قابلِ معافی نہ سمجھے جن میں کسی عذر کی گنجائش ہی نہیں۔ اگر وہ ان معاملات میں جن میں عذر کی کچھ گنجائش نہیں اپنے کو معذور سمجھے گا تو اپنی غفلت کی سزا بُھگتے گا۔ پس یہ شخص ایک کمزور دلیل کے ساتھ جس سے اچھے لوگوں نے حجّت نہیں پکڑی، دوسرے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے ہوئے ہے، لٰہذا ان کا بوجھ اور اپنا ذاتی بوجھ دونوں اُس کو برداشت کرنا پڑیں گے۔ اِس لئے اے اللہ کے بندو!

اپنی نمازوں کی طرف توجہ کرو، کیوں کہ یہ تمہارے دین کا آخر ہے۔ انسان
اِس بات سے پرہیز کرے کہ اپنے خیال میں سمجھے کہ اس نے نماز پڑھی حالانکہ
اس کی نماز پوری نہیں ہوئی ۔

بعض لوگ ساٹھ برس تک نماز پڑھتے ہیں پھر بھی ان کی نماز نہیں ہوتی

حدیث شریف میں ہے کہ انسان ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے لیکن پھر بھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ پوچھا گیا کہ کیوں کر نماز نہیں ہوتی ؟ فرمایا رکوع پوری طرح سے اَدا کرتا ہے اور سجدہ پوری طرح سے اَدا نہیں کرتا اگر سجدہ پوری طرح سے اَدا کرتا ہے تو رکوع پوری طرح سے اَدا نہیں کرتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ جو نہ رکوع پوری طرح سے اَدا کرتا ہے اور نہ سجدہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ تم اس طرح سے کتنے عرصہ سے نماز پڑھتے ہو، اس نے عرض کیا کہ چالیس برس سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تونے نماز نہیں پڑھی۔ اگر تو اِس حالت میں مرجاتا تو البتہ تیری موت فطرتِ اسلام پر نہ ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے اصحاب میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ناگہاں باتیں کرتے کرتے رُک گئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ باتیں کرتے کرتے کیوں رُک گئے؟ فرمایا کہ میں دو شخصوں کی حالت پر تعجب کرتا ہوں۔ ایک تو ان میں سے وہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ دوسرا وہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اُس کی نماز نہیں قبول کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ شخص جس کی طرف اللہ تعالےٰ نہیں دیکھے گا، اکڑ کر اور اِترا کر چلنے والا ہے۔ اور وہ شخص جس کی نماز اللہ تعالےٰ نہیں قبول فرمائے گا وہ نمازی ہے جو نماز تو پڑھتا ہے، لیکن رکوع و سجود پوری طرح سے نہیں اَدا کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ بیٹھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے شخص کیا تونے نماز پڑھی؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا تیری نماز نہیں ہوئی، اُٹھ اور پھر سے نماز پڑھ اُس شخص نے نماز دُہرائی، اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

پاس آکر بیٹھ گیا۔ پوچھا کہ اے شخص کیا تو نے نماز پڑھ لی؟ عرض کیا بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری نماز نہیں ہوئی۔ اُٹھ اور نماز کا اعادہ کر۔ جب تین مرتبہ یا چار مرتبہ اس نے نماز پڑھ لی، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز پڑھنا سکھائی۔ پھر اُس شخص نے اسی طرح سے نماز پڑھی جس طریقہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی۔

حضرت امام کی دُعا

اللہ تعالےٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو اجر و ثواب کی نیت سے اِس کتاب کی مختلف ممالک میں اشاعت کرے، کیوں کہ مسلمانوں کو اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے انھوں نے نماز کو ہلکا سمجھ رکھا ہے، اور نماز کی توہین کرتے ہیں۔

وَ اللّٰہُ اَعلَمُ بالصّوَاب وَالیہ المرجع والمآب، تمّ الکتاب حَسبُنا اللّٰہ ونِعمَ الوکیل نِعمَ المولےٰ وَنعمَ النّصیر، وَصلّے اللّٰہ علےٰ محمّدٍ وّ علےٰ الہٖ وَ صحبہ اجمعین۔ رَبّنا تقبّل مِنّا اِنّک اَنتَ السّمیعُ العَلیمُ۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مختصر شعب الایمان اردو

امام بیہقیؒ کی پانچویں صدی کی تالیف شعب الایمان
کا مختصر
جس میں ایمان کی ستتّر شاخوں کا تفصیل وار بیان
قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال کی روشنی میں
کیا گیا ہے۔

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com